اللھم عجل لولیک الفرج

امامت و مہدویت

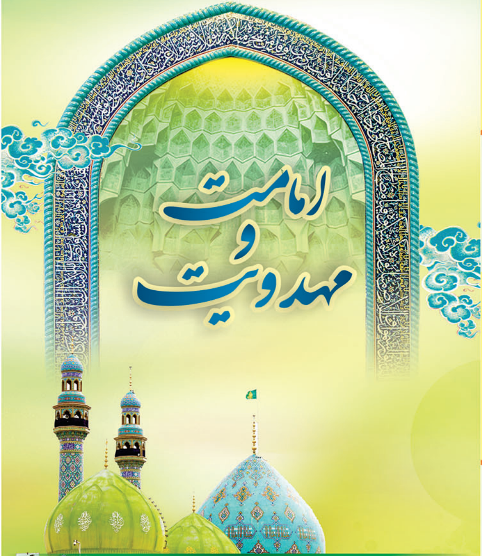

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

انتظار یعنی طاقتور اسلام

ہمیں ظہورِ امام مہدیؑ کا انتظار ہے اور اس انتظار کے دوران
ہمیں خدمت کرنی چاہیے۔ انتظارِ ظہور، اسلام کے طاقتور ہونے کا انتظار ہے
اور کوشش ہونی چاہیے کہ دنیا میں اسلام کی طاقت ظاہر ہو
تاکہ ظہور کا زمینہ فراہم ہو سکے۔

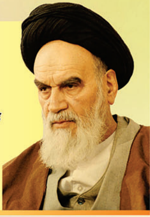

انتظار یعنی معرفت

ہم انسانوں کے حقیقی محبوب امام زمانہ عجل
اللہ فرجہ الشریف کے زمانۂ ظہور سے نزدیک ہو چکے ہیں۔
کیونکہ علم و معرفت کے مراتب میں اضافہ ہو چکا ہے۔

امامت
و
مہدویت

المھدیؑ ادارہ تربیت اسلامی، آئی ایس او پاکستان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ

"اللَهُمَ كُنْ لِوَلِيِّكَ الحُجَةِ بنِ الحَسَن

صَلَواتُكَ عليهِ وعَلى آبائِهِ فِى

هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِى كُلِّ سَاعَةٍ

وَلِيّاً وَحَافِظاً وَقَائِداً وَنَاصِراً وَ

دَلِيلًا وَعَيْناًحَتَّى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ

طَوْعاً وَتُمَتعَهُ فِيهَا طَوِيلا"

مہدویت کی بحث کی ضرورت واہمیت

بحث کے اہداف:

۱۔ مہدویت کے موضوع پر مختلف پہلوؤں سے تجزیہ وتحلیل کی ضرورت سے آشنائی

۲۔ دینی تعلیمات میں امامت اور مہدویت کے موضوع کی اہمیت جاننا

۳۔ امام سے وابستگی اور آپ کے وجود کی ضرورت کا احساس بیدار کرنا

۴۔ امام کی ضرورت اور امام کے اوصاف کی شناخت

مہدویت پر بحث کرنے کی ضرورت:

ہر بحث کے مسائل میں وارد ہونے سے پہلے اس بحث کی ضرورت پر توجہ کرنی چاہیے تا کہ اس بحث کو مناسب دقت اور اہتمام سے شروع کیا جاسکے،اس وجہ سے ابتداء میں ہم چند سوالات پیش کرتے ہیں:

۱۔ آیا" مہدویت کے موضوع " پر بحث عملی اور پریکٹیکل فائدہ کی حامل ہے یا فقط تھیوری ہے؟

۲۔ آیا مہدویت اور اس سے متعلقہ مسائل پر بحث کرنا آج کے انسان کی ضرورت ہے اور کیا وہ اس کی توقعات کو پورا کرسکتی ہے؟

۳۔" مہدویت " پر عقیدہ ایک مسلمان کی زندگی میں کون سی تبدیلی لا سکتا ہے؟ وغیرہ" موعود " یا " مصلح کل" کا موضوع ایک ایسا نظریہ اور خیال نہیں ہے کہ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ذہن میں پیدا ہوا ہو اور یہ ایسا موضوع ہو کہ جو انسانیت کے دردوں کی تسکین اور مظلوموں کی دلداری کا ذریعہ ہو بلکہ یہ موضوع شیعیت کی شناخت ہے کہ جس کی ضرورت اور اہمیت کو آیات وروایات کی روشنی میں درک کیا جاسکتا ہے۔

زیر نظر تحریر میں، بطور اختصار مہدویت کے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں:

۱۔ اعتقادی پہلو

عقیدہ زندگی کی اصل اور اساس ہے یعنی انسان میدان عمل میں جو کچھ بھی انجام دیتا ہے اس کی بنیاد اس کے

عقائد ہوتے ہیں۔
بناء برایں اگر انسان کا عقیدہ صحیح اور مستحکم ہو تو انسان عملی میدان میں لغزش اور شک وشبہ کا شکار نہیں ہوگا۔ وہ اہم ترین چیز کہ جو ایک صحیح عقیدے کو تشکیل دیتی ہے وہ معرفت ہے۔
معرفت حاصل کر کے ہی ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام ہی آئمہ ھدیٰ کی امامت کو دوام دینے والی شخصیت ہیں۔ آپ فیض الٰہی کے (بندوں تک پہنچنے کے لئے) واسطہ، خاتم اوصیاء اور مظہر صفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔
امام زمانہ علیہ السلام خالق کائنات کی معرفت کا وسیلہ وذریعہ ہیں جیسا کہ احادیث میں خداوند متعال اور اس کے اوصاف کی معرفت کا ذریعہ اور وسیلہ، اولیائے خدا، آئمہ ھدیٰ علیھم السلام کی شناخت کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہستیاں مظہر اسمائے الٰہی ہیں اور ان ذوات مقدسہ کی صحیح معرفت ہی خدا کی معرفت کا وسیلہ وذریعہ قرار پاتی ہے۔
شیعہ اور سنی راویوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: " مَن مَاتَ وَ لَم یَعرِفُ اِمَامَ زَمانَہِ ماَتَ مِیتَۃً جاَھِلِیَۃ" (جو شخص اس حال میں مرا کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت (شناخت) نہ رکھتا ہو۔ وہ جہالت کی موت مرا)
بعض دعاؤں میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ معرفت امام کی توفیق طلب کریں

"اَللّٰھُمَّ عَرِّفنِی حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِن لَّم تُعَرِّفنِي حُجَّتَكَ ضَلَلتُ عَن دِینِی"

خداوندا! اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔"
کیا اتنی (روایات) کی موجودگی کے باوجود، امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت کا اہتمام نہیں کرنا چاہیے؟ اور کیا حضرت ولی العصر علیہ السلام کے مقدس وجود کے مختلف پہلوؤں کو بہتر طریقے سے نہیں پہچاننا چاہیے؟
امام زمانہ کی صحیح اور درست شناخت سے کیسے غافل رہ سکتے ہیں جبکہ امام زمانہ اپنے غیبت کے زمانہ میں بھی سب مخلوقات کو اپنے فیض سے محروم نہیں رکھتے اور ہم سب امام زمانہ علیہ السلام کی امامت کے فیوضات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

۲۔ معاشرتی پہلو

جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے اس وقت سے ایک سعادت مند معاشرتی زندگی کی آرزو کر رہا

ہے۔اگراس خواہش کے برآوردہ ہونے کاامکان نہ ہوتا تو ہرگز ایسی خواہش، آرزواورامید انسان کی فطرت میں قرار نہ دی جاتی جیسے کہ اگر پانی اورغذا نہ ہوتی تو پیاس اوربھوک بھی نہ ہوتی۔

مہدویت ایک ایسی فکر ہے کہ جو بہت سے معاشرتی اثرات رکھتی ہے۔ان میں سے سب سے اہم اثر، معاشرے کے پیکر سے مایوسی اورنا امیدی کا خاتمہ ہے مہدویت یعنی روشن مستقبل کی امیداور مظلوم اور بے سہارا بشریت کے لئے آزادی کا پیغام اور یہ کہ ایک دن ایک مرد خدا آئے گااورلوگ جس چیز کی امید رکھتے ہیں وہ انجام پذیر ہوکررہے گی۔

ہر مسلمان کااس چیز پر پختہ یقین ہے کہ جومعاشرتی نظام، اس کی جائز خواہشات وآرزوؤں کی تکمیل کرسکتا ہے اور جواس معاشرتی نظام کوحق وعدالت کی بنیاد پر استوار کرسکتا ہے وہ اسلام کاوہ خوبصورت "حکومتی نظام" ہے۔جس کی کامل ومکمل شکل امام زمانہ کے ظہور کے وقت تشکیل پائے گی۔اوراس بات پر یقین امید، نشاط اورزندگی کے مساوی ہے۔

یہ فکراتنی واضح اورروشن ہے کہ حتیٰ کہ بعض مستشرقین (جیسے جرمن فلسفی ماربین) نے بھی اس کو وضاحت سے بیان کیاہے کہ "انتہائی اہم معاشرتی مسائل میں سے ایک مسئلہ جو امید (نجات) کا موجب ہوسکتا ہے وہ حضرت حجت ولی العصر کے وجود پر اعتقاد رکھنا اوران کے ظہور کاانتظار ہے"۔

بناء برایں، مہدی موعود علیہ السلام کے مقدس وجود پرعقیدہ رکھنا، (انسانوں کے) دلوں کے اندر امید کو زندہ کردیتا ہے، جو انسان اس "اصل" پرعقیدہ رکھتاہے وہ ناامید (اورمایوس) نہیں ہوتا۔کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک روشن اختتام حتمی ہے۔لہٰذا کوشش کرتاہے کہ خودکو اس (روشن اختتام) تک پہنچائے اور یہی نظریہ اس کی مسلسل حرکت کا سبب بنتا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر روشن اختتام کو حقیقی شکل دینے کی راہ میں جدوجہد کرتے ہوئے سختیوں و ناخوشگوار حوادث و واقعات کے سامنے شکست تسلیم نہیں کرتا۔اس کا یہی عمل "مہدویت" پر اعتقاد کے زیر اثر، بشریت کے لئے حاصل ہونے والا سب سے بڑا معاشرتی تحفہ ہے۔

۳۔ سیاسی پہلو

عالمی سطح پر تاریخ ہمیشہ مختلف حکومتوں اور نظاموں کی شکست کی شاہد رہی ہے۔عرصہ دراز تک دو غالب نظریات (کیپٹلزم، مغرب کی لبرل ڈیموکریسی کے نمائندہ کے طور پر اورکیمونزم، سوشلزم کے نمائندہ کے طور پر) ایٹمی اورغیر ایٹمی اسلحے کے ذریعے دنیا کیلئے خطرہ بنے رہے اور یہی ان کے نظریات اور نظاموں کی شکست کی واضح

ترین دلیل ہے۔

ان نظریات نے عرصہ دراز تک معاصر عالمی سیاسی تفکر کو متاثر کئے رکھا لیکن گذشتہ کچھ عرصے سے ایک شکست سے دو چار ہوا اور دوسرا شکست کے دہانے پہ ہے، مغربی لبرل ڈیموکریسی کو درپیش چیلنج کا آسانی سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس (لبرل ڈیموکریسی) میں اخلاقی، نفسیاتی، ٹیکنالوجی اور علمی (معرفتی) بحرانوں کی بہتات اس بات کی علامت ہے کہ یہ نظام ایک سنگین شکست سے دو چار ہونے والا ہے۔

ایسے حالات میں ناکامیوں، کھوکھلے نعروں اور امن وسلامتی کے سراب دیکھ کر تھکے ماندہ انسانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

آج کی بشریت عالمی سیاست میں نظر ثانی اور جدت کی پیاسی ہے۔ درحقیقت آج کا انسان شدید تشنگی محسوس کر رہا ہے اور اس کو صرف "مدینہ فاضلہ" یعنی امام مہدی علیہ السلام کا نظام اور پروگرام ہی سیراب کرسکتا ہے۔

نظریہ مہدویت ایک عالمی نظریہ ہے اور یہ نظریہ دنیا کو چلانے کا ایک پروگرام اور منصوبہ رکھتا ہے۔ بناء برایں جو نظام اور پروگرام عصر حاضر کے انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ "مہدویت" یہی فکر ہے۔ اور مہدویت کے حکومت کے بارے میں بلند ترین اور قیمتی اہداف و مقاصد ہیں، حتٰی کہ یہ فکر مہدویت، دینی حکومت (کے قیام) کے لئے ایک مفید اور قابل عمل منصوبہ بندی قرار پاسکتی ہے۔

اگر (نظریہ) مہدویت صحیح انداز میں بیان ہوجائے تو دنیا بھر میں اصلاحی تحریکوں میں جان پڑ جائے گی۔ جس طرح کہ انقلاب اسلامی ایران، حضرت امام مہدی کے عالمی انقلاب کے لئے مناسب پیش خیمہ اور نقطہ آغاز بن چکا ہے۔

۴۔ تاریخی پہلو

مہدویت کا سلسلہ امامت اور نبوت کے تسلسل کا نام ہے۔ اس وجہ سے تاریخ کے ایک حساس دور میں اس کا آغاز ہوا ہے۔ اور آج تک جاری وساری ہے اور مہدویت کا یہ سلسلہ بشریت کی دنیوی زندگی کے اختتام تک باقی رہے گا۔ لہذا امام علی علیہ السلام سے لے کر امام ولی عصر تک (ان آئمہ کی) امامت کی کیفیت کے بارے میں بالعموم اور مہدویت کے بارے میں بالخصوص مسلمانوں کا ردعمل اور نیز اس سے پیش آنے والے تاریخی حوادث، تاریخ اسلام کے اہم اور حساس موضوعات قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

مہدویت کے موضوع پر ہمیشہ بحث ہوتی رہی ہے اور شیعہ، سنی روایات میں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے حضرت امام مہدی کے ظہور کے بارے میں کثرت سے بشارتیں ذکر ہوئی ہیں ۔تاریخ اسلام میں ہمیشہ امام مہدی موعود کے عقیدے پر بہت سے آثار مرتب ہوئے ہیں ۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ماضی اور حال میں بہت سی اصلاحی تحریکیں ،نظریہ مہدویت سے متاثر تھیں (جیسے مصر میں فاطمیوں کی تحریک اور سوڈان میں مہدی سوڈانی کی تحریک)، (مہدی) موعود پر عقیدہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی اصلاحی تحریکوں نے اسلامی معاشرے پر جو عجیب اثرات چھوڑے انہیں دیکھ کر کچھ حیلہ بازوں نے بھی لفظ مہدی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے غلط اہداف تک پہنچنے کے لئے مہدویت کا دعویٰ کیا اور مسلم معاشروں کے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملالیا۔

۵: ثقافتی پہلو

ہم مسلمانوں کی (جملہ) ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ مہدویت کے کلچر کو پھیلانے کے لئے زمین ہموار کر کے آنحضرت کے ظہور میں (مزید) تاخیر کو روکیں ۔مہدویت کے ثقافتی پہلو کے اعتبار سے چند نکات پر کام کرنے کی ضرورت ہے:

۱۔ انتظار کی پالیسی کو واضح کرنا

انتظار کی پالیسی کا مطلب ہے وسعت نظر کے ساتھ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے تمام وسائل اور توانائیوں کو کام میں لانا۔امام کا ظہور فقط اسی وقت ہوگا جب ہم جمود کی حالت سے نکل کر اپنے آپ کو ایک فعال اور متحرک پروگرام کے تحت منظم کریں اور اپنے مشن تک پہنچنے کے لئے تمام توانائیاں بروئے کار لائیں اور ہماری نظر مستقبل پر ہونی چاہیئے ۔

کیونکہ جب تک مستقبل روشن اور واضح نہ ہو اس وقت تک صحیح منصوبہ بندی نہیں کی جاسکتی ۔

۲۔ غلط افکار کی پہچان

ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی کمزوریوں کو پہچانیں اور ان کا ازالہ کریں ۔مثال کے طور پر امام زمانہ علیہ السلام کی بحث میں افراطی رنگ نہ دیں ۔فقط امام کے قہر وغضب کا چہرہ لوگوں کے سامنے نہ رکھیں بلکہ امام کے اسوہ رحمت اور ان کی بے پناہ بخشش کو بھی پیش کریں ۔اسی طرح ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے کہ انتظار کا مفہوم تحریف کا شکار نہ ہو جائے ۔اور معاشرے میں ظلم وستم کے بڑھنے پر بھی سکوت اختیار نہ کریں کہ غلط افکار معاشرے پر حکم فرما ہوں۔

۳۔ دشمن شناسی

اسلام دشمن، معاشرے میں مہدویت کی تعلیم کے رشد کو روکنے یا تحریف کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور دشمن کو تو ایسا ہی کرنا چاہیے، اگر دشمن ایسا نہ کرے تو تعجب کرنا چاہیے۔ چونکہ دشمن کی ماہیت ہی یہی ہے۔ پس اہل حق کو کوشش کرنی چاہیے کہ مہدویت کی ابحاث کو صحیح انداز میں پیش کریں تا کہ ہر قسم کی تخریب وتحریف کو روکا جاسکے۔

غیبت امام زمانہؑ کا فلسفہ

بحث کے اھداف:

1) غیبت کے مفھوم سے آشنائی

2) فلسفہ غیبت سے آشنائی

3) زمانہ غیبت میں امامؑ کے وجود کی فیوض و برکات سے آشنائی

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اِللّٰھُمَّ بَلَی لَا تَخلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰہِ بِحُجَّةٍ إِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً وَ إِمَّا خَائِفاً مَغْمُوراً لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَ بَيِّنَاتُه (نہج البلاغہ فیض الاسلام ص ۱۱۵۸)

"اے پروردگار کیوں نہیں زمین تو کبھی بھی اللہ کی حجت کے ساتھ قائم سے خالی نہیں ہوگی خواہ وہ قائم آشکار اور معروف ہو خواہ وخائف اور پس پردہ ہو (بہرحال زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی) تا کہ اللہ تعالی کی حجتیں اور نشانیاں باطل نہ ہوں۔"

ہماری احادیث کے ماخذات میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ ابْنِي هُوَ الْقَائِمُ مِنْ بَعْدِي وَ هُوَ الَّذِي يَجْرِي فِيهِ سُنَنُ الْأَنْبِيَاءِ (بحار الانوار ج ۵۱ ص ۲۲۴)

مہدی وہ ذات ہے کہ جس میں تمام انبیاء علیھم السلام کی سنتیں اور صفات جاری ہوں گی، تو ان میں سے ایک سنت لوگوں سے ایک طویل زمانہ تک غائب رہنا ہے۔

امام زمانہ عج کی دو غیبتیں ہیں ایک غیبت صغری ہے جس میں اگر وہ مخفی زمانہ بھی شامل کیا جائے کہ جب آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے تو یہ غیبت کل ۷۵ سال بنتی ہے، اس کے بعد ۳۲۹ ھجری سے آپ کی غیبت

کبری شروع ہوئی کہ جو ابھی تک جاری ہے، یہاں ایک قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ان دونوں غیبتوں میں امام عالی مقام (عج) کا رابطہ لوگوں سے مکمل طور پر منقطع نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا۔

آپ کی غیبت صغری کے زمانے میں آپ کے نائبین حضرات ترتیب کے ساتھ یہ ہیں:

(۱) عثمان بن سعید عمری

(۲) محمد بن عثمان بن سعید عمری

(۳) حسین بن روح نوبختی

(۴) علی بن محمد سمری

یہ مکتب تشیع کی چار ممتاز شخصیات عظیم علماء میں سے تھیں اور تمام اھل ایمان وولایت کے نزدیک محترم تھیں اور امام علیہ السلام اور لوگوں کے درمیان امام کی سفیر اور رابطہ کا وسیلہ تھیں، لیکن غیبت کبری کے زمانے میں امام زمانہ (عج) کا لوگوں سے رابطہ کچھ اور انداز سے شروع ہوا اب امام اور لوگوں کے درمیان رابطہ، لوگوں کی فقہی ضروریات پوری کرنا اور ان کی معاشرتی، سیاسی اور دینی مشکلات میں ان کی رہنمائی اور ان پر رہبری کا کام ان فقہاء حضرات کے کاندھوں پر ہے کہ جو آئمہ اھل بیت علیھم السلام کی شرائط پر پورے اترتے ہیں، یہ شرائط فقہی کتابوں میں مذکور ہیں ان کا خلاصہ یہی ہے کہ وہ علماء اور فقہاء اس منصب (نیابت امام زمان عج) کی لیاقت رکھتے ہیں جو علم وعمل دانائی وکردار اور تقوی میں سب سے زیادہ ائمہ اھل بیت کے نزدیک ہوں اور دین الھی کا زبان وکردار کے ساتھ پرچار کرنے والے، تمام مسائل پر گہری مخلصانہ بصیرت کے حامل اور اسلام ومسلمین کی حفظ کی خاطر ہر قسم کی مالی وجانی قربانی سے دریغ نہ کرنے والے ہوں۔

ہمارے دینی معارف سے امام زمانہ (عج) کی غیبت پر چند حکمتیں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ایک اسم حکیم ہے تقریبا قرآن مجید میں یہ اسم ۸۰ دفعہ سے زائد آیا ہے مثلا

ان اللہ عزیز حکیم (بقرہ ۲۷) وھو الحکیم الخبیر (انعام ۱۸) واللہ علیم حکیم (انفعال ۷۱) اور ہم فرشتوں کی زبانی سنتے ہیں کہ قالوا سبحانك لاعلم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحکیم (بقرہ ۳۲)

چونکہ اللہ تعالی ان آیات کی بنا پر حکیم ہے اور حکیم ہمیشہ بغیر مقصد کے کام نہیں کرتا لہذا یہ تمام حوادث اور واقعات جو اس کے حکم کی بنا پر متحقق ہوتے ہیں یقینا ان کا کوئی نہ کوئی ھدف ہے اگر چہ یہ فعل کا ھدف ہے نہ کہ فاعل کا

ھدف۔

ہمارے معارف دینی اور فلسفہ الھی میں فعل کے ھدف اور فاعل کے ھدف کے درمیان ایک گہرے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس طرح کہ اللہ تعالی کا اپنا ھدف ومقصد نہیں ہے چونکہ وہ غنی اور بے نیاز ہے اور کمال مطلق ہے اس کی ذات ہر قسم کی کمی اور نقص سے خالی ہے جیسا کہ رجب کی دعا میں پڑھتے ہیں جو امام زمانہ سے ان کے دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان رضوان اللہ علیہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی کہ امام فرماتے ہیں: یافاقد کل مفقود (مفاتیح الجنان ص ۲۳۲)

وہ کسی بھی ھدف ومقصد تک پہنچنے کے لئے کام نہیں کرتا کیونکہ وہ کامل واکمل ذات پہلے ہی سے غنی ہے:

ان اللہ لغنی عن العالمین (عنکبوت ۶۰)

لیکن اللہ تعالی کے افعال باھدف ہیں بالالفاظ دیگر یہاں دو چیزیں ہیں:

(الف) اللہ تعالی کا اپنا ذاتی کوئی ھدف نہیں چونکہ لغنی عن العالمین ہے

(ب) اس کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ جو فعل بھی انجام دے وہ فعل ھدف کے ساتھ ہو، تو اللہ تعالی جس موجود کو بھی حیات سے نوازا تو اسے اس کی تخلیق کے ھدف کی طرف ھدایت دی، حکیم سبزواری رحمۃ اللہ کے بقول:

اذمقتضی الحکمۃ والعنایۃ ایصال کل ممکن لغایۃ... اللہ تعالی کی حکمت وعنایت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ موجود ممکن کو اس کی تخلیق کے ھدف ومقصد کی طرف رہنمائی کرے۔

اللہ تعالی کے اوامر ونواھی میں بھی یہی چیز ہے کہ یہ سب فرامین حکمت ومصلحت کی بنیاد پر ہیں، یہ سب مصلحتیں لوگوں کے لئے ہیں ان کا فرض ہے کہ ان مصلحتوں اور اھداف کو پہچانیں اگر پہچانیں گے تو ان بندوں کا فائدہ ہے نہ پہچانیں گے تو ان کا نقصان ہے ورنہ اللہ تو اس فائدہ اور نقصان سے منزہ ہے، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کا مسئلہ جو کہ اسلام کے اہم اور پیچیدہ مسائل میں سے ہے اور اس غیبت کے لئے حکمت اور مصلحت ہے جو کہ خود امام اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یہ کہ یہ مصلحت کامل طور پر ہمیں کیوں نہیں معلوم اس حوالے سے توجہ رکھنی چاہئے کہ کائنات میں بہت سے حقائق ہیں جو ابھی تک مجھول ہیں یا ایسے واقعات وحادثات رونما ہوتے ہیں کہ ہم ان کی حقیقت سے بے خبر ہیں، اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہمارا علم نہایت ہی محدود ہے اور ان سب مجھولات کو روشن کرنے پر قادر نہیں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا: وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً (اسراء ۸۵)

اور تمہیں تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔

قران کے مطابق انسانوں کو بہت کم علم دیا گیا ہے.

البتہ ہوسکتا ہے کہ اس لاعلمی اور بے خبری میں بھی حکمت ہو اور اس کا معلوم ہونا ہمارے لئے بہتر نہ ہو، امام زمانہ عج کی غیبت کا مسئلہ بھی شاید انہی چیزوں کی مانند ہے کیونکہ ابھی تک اس کی تمام ترجہات ہمیں معلوم نہیں ہوسکیں. یہ ایک راز ہے اللہ اور امام مہدی عج کے درمیان کہ خود امام مہدی عج سرّ اور اسم اعظم ہیں کہ جن کا دل پروردگار علیم وحکیم کی تجلی گاہ ہے۔

ہم امام زمانہ عج کی زمانہ غیبت میں دعا پڑھتے ہیں: وَ صَبِّرْنِي عَلَى ذَلِكَ حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَ لَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ وَ لَا أَكْشِفَ عَمَّا سَتَرْتَهُ وَ لَا أَبْحَثَ عَمَّا كَتَمْتَهُ وَ لَا أُنَازِعَكَ فِي تَدْبِيرِكَ وَ لَا أَقُولَ لِمَ وَ كَيْفَ وَ مَا بَالُ وَلِيِّ أَمْرِ اللَّهِ لَا يَظْهَرُ وَ قَدِ امْتَلَأَتِ الْأَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ وَ أُفَوِّضُ أُمُورِي كُلَّهَا إِلَيْكَ

اے ہمارے پروردگار مجھے حضرت کی غیبت کی اس مصیبت عظیم پر صبر کرنے کی توفیق عطا کر، تاکہ میں جہاں، تونے تاخیر کی وہاں جلدی اور جہاں، تونے جلدی کی وہاں تاخیر نہ چاہوں اور جسے تونے چھپایا اسے ظاہر کرنا اور جسے تونے پنہاں کیا اسے ڈھونڈنا نہ چاہوں اور نہ تیری تدبیر میں تجھ سے نزاع کروں اور نہ کہوں کہ کیوں اور کیسے یوں ہوا؟ اور زبان پر اعتراض جاری نہ کروں کہ ولی امر اور صاحب فرمان خدا ظاہر نہیں ہوتے حالانکہ زمین ظلم وستم سے لبریز ہو چکی ہے، اے پروردگار توفیق دے کہ تیرے ارادہ ومشیت کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور سب امور تجھ پر چھوڑ دوں۔

عن عبد الله بن الفضل الهاشمي قال: سمعت الصادق جعفر بن محمد عليه السلام يقول إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ غَيْبَةً لَا بُدَّ مِنْهَا يَرْتَابُ فِيهَا كُلُّ مُبْطِلٍ فَقُلْتُ لَهُ وَلِمَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ لِأَمْرٍ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا فِي كَشْفِهِ لَكُمْ قُلْتُ فَمَا وَجْهُ الْحِكْمَةِ فِي غَيْبَتِهِ (بحار الانوار ج۵۲، ص۹۱)

عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا امام مہدی کے لئے یقینا غیبت ہے یعنی اللہ تعالی کی طرف سے طے ہو چکا ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ تک غیب رہیں ایسی غیبت ہوگی کہ یہ باطل پسند متردد ہو جائے گا راوی نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس کے ظاہر کرنے

کا حکم نہیں دیا گیا لہذا ضروری ہے کہ روز موعود تک یہ راز مخفی رہے۔

گذشتہ بحث سے روشن ہوا اصل یہی ہے کہ پروردگار کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔خواہ ہمیں حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔اور احادیث میں غیبت کو سرّ الہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔آج اس بحث کو احادیث کی روشنی میں بڑھاتے ہیں اور دیکھتے ہیں معصومین علیہم السلام نے غیبت کے فلسفہ میں مزید کیا فرمایا ہے:

(۲) آپ کی جان کی حفاظت:

غیبت امام زمانؑ کا ایک اور فلسفہ یہ ہے تا کہ ائمہ علیھم السلام کا یہ آخری فرد زندہ رہے اور مناسب حالات میں اللہ تعالی کے عہد کو پورا کرنے کے لئے قیام کرے، اگر یہ غیبت کا مسئلہ پیش نہ آتا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ علیھم السلام کی پیشین گوئیوں کے مطابق کہ انہوں نے فرمایا تھا امام مہدی عج قیام کریں گے اور ظلم و بے انصافی کو مٹا دیں گے اور شرک وکفر ونفاق کے نمونوں کو ذلت سے خاک میں ملا دیں گے تو اس نے زمانہ کے طاغوت اور ظالم حکمران طبقہ آپ کو شہید کر دیتے ، کیونکہ انصار و یاوران کی مطلوبہ تعداد نہ ہوتی اور اس عظیم تبدیلی کے لیے مناسب تیاری نہ کیے ہوتے۔جس طرح دیگر آئمہ علیھم السلام شہید ہوئے یہ بھی شہید ہو جاتے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا:

لَا بُدَّ لِلْغُلَامِ مِنْ غَيْبَةٍ فَقِيلَ لَهُ وَلِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَخَافُ الْقَتْلَ، میرا بیٹا مہدی ضرور غائب ہوگا پوچھا گیا وہ کیوں غائب ہوں گے تو آپ نے فرمایا: قتل کے خوف سے۔(علل الشرایع، ج ۱، ص ۲۴۴، باب ۱۷۹، ح ۱؛ بحار الانوار، ج ۲،ص ۹۰، ح ۱)

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے۔کہ امام موت وشہادت سے نہیں ڈرتے بلکہ راہ خدا میں شہادت ہمارے آئمہ علیہم السلام کا فخر ہے۔اصل بات یہ ہے کہ شہادت فخر ہے لیکن مقصد نہیں ہے۔مقصد صرف اور صرف پروردگار کی اطاعت ہے اگر اسکی رضا شہادت میں ہے تو وہ فخر ہے اگر اسکی رضا زندہ رہنے میں ہے تو زندگی کو موت سے بچانا ضروری ہے۔امام مہدی عج کو اللہ تعالی نے عظیم الہی حکومت برپا کرنے اور ظالموں کو مٹانے کے لیے بھیجا اور یہ کام زندہ رہ کر ہوسکتا ہے لھذا امام کے لیے اپنی زندگی کو بچانا ضروری ہے اور غیبت بہترین وسیلہ ہے زندگی کی بقاء کا۔تا کہ وہ ملت اور نسل آجائے جو یہ کہے اے مہدی اے ہمارے مولا ہم سب کچھ برداشت کریں گے لیکن آپ کی دوری نہیں آپ ظہور کریں ہم سب آپکی نصرت میں تیار ہیں اور سب کچھ قربان کرنے کے لیے حاضر ہیں۔

(۳) مومنین کی آزمائش اور ان کا خالص کیا جانا:

پیغمبروں کی بعثت سے لیکر اب تک ایک سنت الٰھی لوگوں کو امتحان و آزمایش میں ڈالنا ہے جیسا کہ پروردگار قرآن مجید میں فرماتا ہے:

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران:۱۷۹)

پروردگار ایسا نہیں ہے کہ مومنین کو اس حال میں کہ جیسے تم ہو چھوڑ دے (بلکہ ان کی ضرور آزمایش کرے گا) تاکہ نجس کو پاک سے جدا کیا جائے۔

پروردگار کی آغاز دین سے یہی سنت جاری ہے اور جاری رہے گی حتی یمیز الخبیث من الطیب تاکہ وہ دنیا سے لو لگائے مادیت میں غرق ہو کر آلودہ لوگوں کو خیر و آخرت کی طرف سبقت کرنے والے پاکیزہ لوگوں سے جدا کرے۔

امام مہدی علیہ السلام کہ جنہوں نے اپنے جانثاروں کے ساتھ مل کر جہان میں ایسی بڑی بڑی تبدیلیاں لانی ہیں کہ اقوام عالم کو ظلم وستم کی زنجیروں سے آزاد کر کے جہان عدل وحق میں لانا ہے تو ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے جانثاروں کو اتنی بڑی آزمایش غیبت اور اس زمانہ غیبت میں اسلامی وظائف ادا کرنا کا سامنا کرنا پڑے تاکہ امام زمانہ کی فوج میں شامل ہو کر اتنے بڑے امور انجام دینے کے لئے پاکیزہ لوگ تیار ہو کر آئیں۔

ہم اگر غور کریں تو قرآن نے انتہائی شفاف انداز سے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اس سے ہم بہتر طریقے سے اس الٰھی سنت کو اور اس کے پس پردہ نورانی مقاصد کو سمجھ سکتے ہیں، پروردگار فرماتا ہے: وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ (آل عمران آیت ۱۴۰،۱۴۱)

اور ہم تو زمانے کو لوگوں کے درمیان الٹتے پلٹتے رہتے ہیں تاکہ اللہ صاحب ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو پسند نہیں کرتا اور اللہ صاحبان ایمان کو چھانٹ کر الگ کرنا چاہتا ہے اور کافروں کو مٹا دینا چاہتا ہے۔

اگر چہ ہر دن انسان کے لئے امتحان ہے، لیکن غیبت کبری کا زمانہ مومنین کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے کہ جو اپنے امام کے عشق و بابصیرت ایمان کے ساتھ بہت بڑی عدالت کے تحقق کے لئے انتظار کر رہے

ہیں اور یہ حق و ایمان کے عاشقوں کومعلوم ہے کہ یہ انتظار کس قدر ہمت وحوصلہ کا کام ہے اور ایک مقام پر پروردگارفرماتا ہے: أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِين (عنکبوت آیات ۱تا۳)

آیالوگ سمجھتے ہیں کہ امنا وصدقنا کہنے سے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا بغیر اس کے کہ انہیں فتنوں میں آزمایا جائے؟ ہرگز نہیں ہم نے تو پچھلی امتوں کو بھی آزمایا تھا کہ اللہ تعالی ضرور پہچان لے ان لوگوں کو جنہوں نے سچ کہا اور ضرور پہچان لے گا جھوٹے لوگوں کو۔

ایک حدیث میں صحابی رسول جابر بن عبداللہ انصاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے پوچھتے ہیں: فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ لِلْقَائِمِ مِنْ وُلْدِكَ غَيْبَةٌ قَالَ إِي وَ رَبِّي وَ لِيُمَحِّصَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ يَمْحَقَ الْكَافِرِين (بحارالانوار ج۳۶ص ۱۲۶)

اے رسول اللہ آیا آپ کے فرزند قائم (مہدی علیہ السلام) کے لئے غیبت ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں پروردگار کی قسم اور یہ غیبت اس لئے ہے کہ اللہ تعالی اس دورانیہ میں چاہتا ہے کہ مومنین کو خالص کرے اور کافروں کو نابود کرے،

یعنی مومنین مختلف حوادث، مشکلات اور بے عدالتی کے گرداب میں پھنس کر جہاد کرتے ہیں اور آلودہ میلانات اور نفسانی خواہشات سے اپنے دامن کو چھڑا کر پاکیزہ ہوتے رہتے ہیں تا کہ آخرالزمان میں مصلح الھی کی ہدایت تلے انسانوں کی ظلمت بھری راہوں میں راہنمائی کا چراغ بنیں۔

(۴) امام زمانہؑ کے پرمقاصد پروگرام کو قبول کرنے کے لئے روحی اور فکری طور پر تیاری:

واضح سی بات ہے کہ اس پروگرام کو قبول کرنے سے پہلے انسانوں میں ضروری استعداد یعنی بلوغت عقلی اور شدید ضرورت کا احساس پیدا ہونا چاہئے امام مہدی علیہ السلام ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قیام فرمائیں گے۔ اذا قام قائمنا وضع الله يده على رؤس العباد فجمع به عقولهم و كملت به احلامهم، جب ہمارے قائم قیام فرمائیں گے تو اللہ تعالی اپنا دست لطف و رحمت اپنے بندوں کے ذہن و دل پر رکھے گا اور اس عنایت کے نتیجہ میں ان کے ذہن کامل ہو جائیں گے اور امام کے الھی پروگرام کو قبول کرنے اور ان کی عظمت کے آگے سر جھکانے کو تیار ہو جائیں گے۔

(۵) امام زمانہ (عج) کی تیاری:

اللہ تعالی کی طرف سے یہ جو عظیم ذمہ داری ان کے دوش مبارک پر رکھی گئی : یَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً (وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی) (معجم الاحادیث الامام المھدی ص ۱۱۳) اس کے لئے تیاری بھی ایک وجہ غیبت ہوسکتی ہے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: یَعْطِفُ الْهَوَى عَلَى الْهُدَى إِذَا عَطَفُوا الْهُدَى عَلَى الْهَوَى، وَ يَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَى الْقُرْآنِ إِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَى الرَّأْيِ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۸)

مندرجہ بالا دونوں احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہے کہ اللہ تعالی کے اس عظیم مصلح کو دو زمانوں میں دو بڑی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ایک عالمی سطح پر جس کا تعلق تمام انسانوں سے ہے اور دوسری اسلامی دنیا میں کہ جس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے عالمی سطح پر مصیبت ظلم وستم ہے کہ جس نے انسانی زندگی کو نابودی کے دھانے پر کھڑا کیا ہوا ہے اور انسانوں کی ہوا وہوس اور حیوانی بے لاگ خواہشات ہیں کہ جنہوں نے انسانوں کو پیغمبروں کی نورانی ھدایت والے راستے سے منحرف کر کے ضلالت وغلاظت کی کھائیوں میں گرادیا ہے، تو وہ الھی وجود عبدیت الھی کے سماں میں مرحلہ کمال تک پہنچ رہا ہے اور عالم بشریت کے وجدان وضمیر اس کی انتظار میں ہیں کہ کب وہ اپنے دوش پر پرچم ھدایت لئے ہوئے انسان کو خواہشات ومیلانات، گناہ اور ظلم کی ظلالت بھری فضا سے نکالے اور ان کی شخصیت کے حسین شگوفے کھل اٹھیں اور ان کے دلوں پر حکمت وخیر کے چشمے جاری ہوں اور وہ اپنے پروردگار کے مقام قرب کی طرف سفر کا آغاز کریں۔

ہاں وہ انسانوں کے ہاتھوں سے ہوا وہوس کا پرچم لے لیں گے اور ہدایت کا علم ان کے کاندھوں پر رکھ دیں گے يعطف الهوى على الهدى اذ عطفوا الهدى على الهوى یہ عالمی عدل وانصاف کا ایک مصداق اور حیات انسانی اور الھی انبیا کی رسالت کا وہ ھدف ہے کہ قرآن مجید نے اس کا وعدہ دیا ہے لیقوم الناس بالقسط، اس طرح کہ رحمت کی چھتری عالم انسانیت پر اپنا سایہ کرے تا کہ انسانی معاشرہ اس عدالت کے خیمہ میں صلح، محبت، صداقت، امن، اور اللہ کی بندگی میں اولیا اور انسان کامل کی صورت میں تیار ہوں، يعبدونني لا يشركون بي شيئا (میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک قرار مت دو)، پردہ غیبت سے اپنا جلوہ ظاہر کرے گا اور پوری زمین کو الھی پرستش کا معبد بنائے گا۔

اب دیکھتے ہیں کہ جھان اسلام اور قرآن کے پیروکاروں پر کیا ہوگا؟ تو اس زمانہ غیبت میں جہاں اسلام میں ظلم

وستم کسی اور شکل میں ظاہر ہوگا اور وہ بے عدالتی کی شکل ہوگی قرآن مجید کی اپنی ناقص اور بدعملی سے آلودہ آراء کے ساتھ تفسیر ہوگی، دنیا کے طالب اور دین فروش لوگ دین اور قرآن مجید کو دنیاوی مال تجارت سمجھ کر اپنی پست دنیاوی زندگی پر برباد کریں گے۔

بقول امام علی علیہ السلام کے ایسے جاہل لوگ لوگوں پر مسلط ہوں گے کہ لوگ لاعلمی میں انہیں علماء سمجھیں جبکہ وہ علم سے خالی ہوں گے، ایسے لوگ اپنی جاہلانہ اور گمراہ کن باتوں سے لوگوں کو اپنے دام میں پھنسائیں گے اور ان کی سادگی اور جہالت سے خوب فائدہ اٹھائیں گے اور آیات کی غلط تفسیر کرتے ہوئے ان سے سنگین جرائم و گناہ کروائیں گے، وہ ظاہر شبہات سے احتیاط کریں گے لیکن شبہات میں غرق ہوں گے بدعت کے مخالف ہوں گے مگر خود سب سے بڑے بدعت گزار ہوں گے ان کا ظاہر انسان ہوگا مگر باطن حیوان سے بدتر ہوگا انہیں نہ راہ ہدایت کی پہچان ہوگی کہ پیروی کریں اور نہ سیاہی قلب کی بنا پر اپنی گمراہی کا علم ہوگا کہ اس سے بچیں وہ مردہ ہوں گے کہ جب وہ سانس لے رہے ہوں گے (اقتباس از خطبہ ۸۷ نہج البلاغہ)

تو امام مہدی اس صورت میں قرآن مجید کو ان کی پرخطا اور ناحق آراء ونظریات کی شکنجہ سے آزاد کروائیں گے اور ان بدعمل خائن، دنیا پرست، فریب کار اور نام کے علماء کو نابود کریں گے، ایسا عظیم کام کہ جو تمام انبیاء ورسل و ائمہ الھی کی تبلیغ کا مقصود ہے اسے انجام دینے کے لئے آپ کا معنوی تکامل ضروری ہے اس حوالے سے یہ بھی ایک وجہ غیبت شمار ہوتی ہے اگر چہ آپ حجت الھی اور اسم اعظم پروردگار ہیں پوری کائنات میں کامل ترین انسان ہیں اور سب سے زیادہ مقرب الھی ہیں لیکن اس قانون قرآنی کی بنا پر قل رب زدنی علما آپ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ الھی تربیت، تعلیم جلال و جمال حق سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور ھر حوالے سے انسانوں کی زندگی میں بالخصوص مومنین کی نیتوں اور اعمال دین میں ان کی باطنی ھدایت میں مشغول ہیں تا کہ جنود الھی کی شکل میں آنے والے کل میں تمام قوتوں کے ساتھ باطل سے ٹکرائیں گے اور حق وعدالت کے نور سے پوری کائنات کو روشن کردیں۔

زمان غیبت میں امام عصرؑ کے وجود کی فیوض و برکات

سوال: ہم اس غیبت امام عج کے دور میں ان سے کیا فائدہ و فیض حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ امام عج تک ظاہری طور پر ہماری دسترس نہیں ہے۔ ہمارے بعض اہلسنت برادران یہ کہتے ہیں اس امام کا کیا فائدہ جو غائب ہو؟

جواب: یہی سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے معروف صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے حضور سے کیا کہ: کیا اس زمانے میں ہم حجت خدا اور امام کے وجود سے فایدہ اٹھاسکیں گے؟ اگر مستفیض ہوں گے تو کیسے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جابر کے سوال کے جواب میں فرمایا:

و الذی بعثنی باالنبوۃ انھم یستضیئوون بنورہ و ینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کاانتفاع النّاس بالشّمس و ان تجللھا السحاب۔ (کمال الدین، ج۱، باب ۲۳، حدیث ۳)

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کا منصب دے کر مبعوث کیا ہے، یقیناً لوگ (غیبت کے زمانے میں) امام غایب کے وجود کی نور سے منور ہوں گے اور ان کی ولایت (اور وجود) سے اسی طرح مستفیض ہوں گے جس طرح سورج سے فایدہ اٹھایا جاتا ہے اگر چہ بادلوں نے اسے (سورج) چھپا دیا ہو۔ اور خود حضرت مہدی عج نے فرمایا: "و اما وجہ الانتفاع بی فی غیبتی فکا الانتفاع بالشمس اذا غیبّتھا عن الأبصار السّحاب" (کمال الدین، ج۲، باب۴۵، ح۴)

جہاں تک میری غیبت کے زمانے میں مجھ سے مستفیض ہونے کی بات ہے تو لوگ مجھ سے اسی طرح فایدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج سے فایدہ اٹھایا جاتا ہے کہ جب سورج بادل کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

اس وجہ تشبیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

۱۔ جس طرح سورج اس منظومہ شمسی کا مرکز اور محور ہے اور زمین اور دیگر سیارے اس کی گرد گھومتے اور چکر لگاتے ہیں اور اگر سورج کو ان کے درمیان سے ہٹالیا جائے تو پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ خدا کی حجت اور امام معصوم کا مقام و منزلت بھی خدا کے نزدیک ایسا ہی ہے اور اگر یہ کرۂ خاکی خدا کی حجت اور امام معصوم کے وجود سے خالی ہو جائے تو یہ زمین اور انسانی معاشرہ کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور کوئی ذی روح زندہ نہ رہ

سکے گی۔

چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "لو بقيت الأرض بغير امام لساخت" ((اصول کافی، ج۱ص ۱۷۹) اگر زمین خدا کی حجت اور معصوم امام کے وجود سے خالی ہوجائے اور باقی رہ جائے تو یہ اپنے اہل کے ساتھ دھنس جائے گی۔

۲۔ جسطرح سورج کی گرمی اور نور بادلوں کے پیچھے سے زمین تک پہونچتا ہے اور زمین کی روشنی اور گرمی کا سبب بنتا ہے بالکل اسی طرح معصوم امام اور خدا کی حجت کے وجود کی برکات پردہ غیب میں رہتے ہوئے بھی لوگوں تک پہونتی رہتی ہے اور انسانی معاشرہ آپ کے وجود سے مستفیض ہوتا ہے۔ضروری ہے کہ یہاں پر امام معصوم کے وجود کے آثار اور فواید کے بارے میں ذرا تفصیل سے بحث کریں (تا کہ قارئین زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرسکیں)۔

مکتب تشیع میں امام علیہ السلام کے وجود کے فوائد کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱۔ وہ آثار اور فوائد جو امام معصومؑ کے اصل وجود کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں اور غیبت یا حضور امام سے مربوط نہیں ہیں۔

۲۔ وہ آثار فوائد جو امام معصوم کے حضور اور ظہور پر منحصر ہیں ۔غیبت کبری میں امامت کے تمام فیوض و برکات دراصل ان آثار و فواید میں منحصر ہیں جو امام کے وجود اور غیبت میں انکے افعال و کردار پر مترتب ہوتے ہیں۔

غیبت کبری میں امام عصرؑ کے فوائد اور فیوضات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔امام واسطۂ فیض ہے:

یعنی امام کے وجود کا پہلا اثر اور فایدہ یہ ہے کہ امام معصوم خدا اور اسکے بندوں کے درمیان فیض پہنچانے کا واسطہ اور ذریعہ ہے، اور جو بھی فیض اور نعمات انسان تک پہونچتی ہیں وہ سب امام معصوم کے ذریعہ ہم تک پہونچتی ہیں اور امام کا واسطہ فیض ہونا دو طرح سے تصور کے قابل ہے **الف**۔ دنیا کا نظام اسباب و مسببات پر قائم و جاری ہے اور ہر چیز ایک سبب یا علت کی وجہ سے وجود میں آتی ہے، یہ ممکن نہیں کہ کسی سبب اور علت کے بغیر کوئی چیز وجود میں آئے، اور ان تمام اسباب و علل کا سلسلہ خدا کی حجت ہی کی وجہ سے قائم ہے، چونکہ حادیث و روایات میں بار بار اس بات پر تاکید کی گئی ہے کہ اگر خدا کی حجت سے دنیا ایک ساعت یا پلک جھپکنے کی

مدت خالی ہوجائے تو یہ دنیااور کرۂ ارضی نابود ہوجائیگی۔

عن ابی حمزة الثمالی عن ابی عبدالله (ع) قال: أَتَبْقَى الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ.

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق ع سے پوچھا: آیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر زمین ایک ساعت امام کے بغیر باقی رہے تباہ ہوجائیگی۔ (کمال الدین وتمام النعمہ ص 308)

اس طرح کی تمام روایات کے پیش نظر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین پر حجت خدا کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ حجت ظاہر بظاہر ہو۔ خواہ وہ پوشیدہ اور غائب ہو۔ حجت خدا کے وجود کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ زمین اپنی تمام تر نباتاتی، حیوانی اور انسانی حیات کے ساتھ موجود ہے۔ ورنہ سب کچھ ختم ہوجائیگا۔

۲۔ بلاوں کا رفع ہونا:

خدا کی حجت اور امام معصوم کے وجود سے بلائیں رفع ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص جَعَلَ اللَّهُ النُّجُومَ أَمَاناً لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَ جَعَلَ أَهْلَ بَيْتِي أَمَاناً لِأَهْلِ الْأَرْضِ۔ (بحار، ۲۷، باب ۸، ص ۳۰۸)

خدانے ستاروں کو اہل آسمان کے لئے امان (اور محافظ) قرار دیا ہے اور اسی طرح میری اہل بیتؑ کو (زمین) اوراہل زمین کے لئے امان قرار دیا ہے۔

خود حضرت مہدی عج فرماتے ہیں کہ: أَنَا خَاتِمُ الْأَوْصِيَاءِ وَ بِي يَدْفَعُ اللَّهُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِي وَ شِيعَتِي " (کمال الدین، ج ۲، باب ۴۳، ح ۱۲)۔ میں رسول اللہ کا آخری وصی ہوں اور میرے (وجود کی برکت اور) ذریعہ سے اللہ عزوجل میری اہل بیت اور شیعوں سے بلاوں کو دور کردیتا ہے۔ حدیث میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا سے مراد وہ عذاب ہیں جو انسان کے برے اعمال اور کردار کی وجہ سے انسانوں پر ہونا چاہتا تھا لیکن چونکہ خدا کی حجت (امام زمانہ) لوگوں کے درمیان موجود اور زندگی گزار رہے ہیں (ولو ناشناختہ طور پر) لہٰذا ان کے وجود کی برکت کی وجہ لوگوں سے خدا کا عذاب دفع ہوتا ہے

، اور قرآن مجید بھی صراحت کے ساتھ اس بات کی تائید کرتے ہوئے فرماتا ہے:"و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم " (میرے حبیب) جب تک آپ ان کے درمیان میں ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں کرے گا۔ البتہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ بلا کبھی پورے اہل زمین سے رفع ہوتی ہے، کبھی امت اسلامی

سے اور کبھی صرف شیعیان علی سے بلا رفع ہوتی ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ایک طولانی حدیث میں آیا ہے کہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: "النجوم امان لأهل السماء و ال بيتي امان لأهل الأرض...و اذا ذهب اهل بيتي أتي الأرض ما يكرهون...بهم يمهل اهل المعاصي، ولا يجعل عليهم بالعقوبتي و العذاب..." (بحار، ج ۲۳ ص ۱۹، ج ۱۴)۔

ستارے آسمان والوں کے لئے امان (اور محافظ) ہیں اور میری اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہے...... اور جب میری اہل بیت اس (کرۂ خاکی) سے چلے جائیں (اور موجود نہ ہوں) تو زمین والوں پر وہ چیزیں آئیں گی جن کو وہ پسند نہیں کرتے...... اور یہ میری اہل بیت ہیں جن کی وجہ سے گنہکاروں کو مہلت دی جاتی ہے اور خدا ان پر عذاب (نازل) نہیں کرتا۔

۳۔امید دلانا:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان امید کی وجہ سے زندہ ہے۔ایک روشن مستقبل جس میں کسی قسم کی مشکل موجود نہ ہوں، انسان ایک ایسے دن کے منتظر ہیں، اور منتظرین کا سب سے افضل ترین عمل فرج و گشایش کی امید میں زندگی گزارنا ہے۔

چنانچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: "أفضل اعمال امتي انتظار الفرج" (کمال الدین، ج ۲، باب ۵۵) میری امت کا سب سے افضل عمل انتظار فرج ہے۔امام منتظر کا وجود انسان کو قوت قلب عطا کرتا ہے اور انتظار کی راہ میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

۴۔خودسازی:

امام کے وجود مبارک کے آثار اور فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کا امام پر عقیدہ و ایمان اس میں خودسازی اور تزکیہ نفس کی تقویت کا سبب بنتا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: (وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ) سورہ توبہ، آیت ۱۰۵۔

اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمھارے عمل کو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان سب دیکھ رہے ہیں۔۔روایات میں منقول ہے کہ آیہ شریفہ میں 'مومنین سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔(اصول کافی، باب عرض الاعمال، ص ۱۷۱)

اصول کافی کے حجت خدا پر عرض اعمال کے باب ، میں نقل ہونے والی حدیثوں کے مطابق، امام

معصوم اور خدا کی حجت، ہمارے اعمال پر ناظر اور گواہ ہیں اور ہر روز اور ہر ہفتہ انسان کے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں ایک حقیقی شیعہ کبھی بھی اس بات پر راضی نہ ہوگا کہ زمانے کے امام اس کے برے اعمال پر ناظر ہوں اور اس کے نامہ عمل دیکھ کر امام غمگین اور ناراض ہوجائیں لہٰذا ایسا انسان اپنے گفتار اور کردار کے بارے میں بہت احتیاط سے کام لے گا، اور وہ اس طرح سے عمل انجام دے گا کہ اپنے زمانہ کے امام کی خوشنودی حاصل کریں۔ یہ چیز تربیتی لحاظ سے بہت زیادہ اثرات کی حامل ہے اور شیعوں کو اپنے افعال کی اصلاح کی ترغیب دلاتی ہے۔یعنی حجت خدا اور خوبیوں کے امام کے سامنے برائیوں اور گناہوں سے آلودہ ہونے سے روکتی ہے۔البتہ یہ بات مسلّم ہے کہ انسان اس پاکیزگی اور روحانیت کے سرچشمہ پر جتنی توجہ دے گا اس کے دل اور روح کا آئینہ اتنا ہی پاکیزگی اور معنویت حاصل کرے گا اور یہ نورانیت اور شفافیت اس کی رفتار و گفتار میں نمایاں ہوتی جائے گی۔مذکورہ آثار و فواید کے علاوہ اور بھی بہت سے فواید و آثار امام کے وجود کے لئے روایات میں ذکر کیے جاتے ہیں، مثال کے طور پر امام انسان کی ہدایت کرتے ہیں اور ان کے سوالات کا جواب دیتے ہیں اور...... آپ کے وجود کے فوایداور آثار کو بہت سے بزرگان نے واضح طور پر درک کرلیا ہے، مثال کے طور پر شیعوں کی حفاظت اور دشمنوں کے ظلم سے نجات دلانا ...... چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے شیخ مفید کے نام توقیع (خط) میں لکھا: ”ہم تمہارے تمام حالات سے آگاہ ہیں اور کوئی بھی چیز ہم سے مخفی نہیں ہے اور ہم نے بھی تم (شیعوں) سے مربوط امور اور مسایل کے بارے میں کوئی سستی نہیں کی ہے اور تمہیں فراموش نہیں کیا ہے (احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۵۹۶)

۵۔مکتب تشیع کا تحفظ:

ہر معاشرے کو اپنے نظام کی حفاظت اور اپنے مطلوبہ مقصد تک پہنچنے کے لئے ایک آگاہ رہبر کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کی اعلیٰ قیادت اور رہنمائی میں معاشرہ صحیح راستہ پر قدم بڑھائے۔ایک رہبر اور ہادی کا وجود معاشرے کے افراد کے لئے بہت بڑی پشت پناہی ہے تاکہ معاشرہ ایک بہترین نظام کے تحت اپنی حیثیت کو باقی رکھ سکے اور آئندہ کے پروگرام کے استحکام کے لئے کمر ہمت باندھ لے۔ایک زندہ اور متحرک رہبر اگرچہ لوگوں کے درمیان نہ بھی ہو پھر بھی اعلی مقاصد تک پہنچنے کے لئے پروگرام اور اصول پیش کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا اور مختلف طریقوں سے منحرف راستوں سے خبردار کرتا رہتا ہے۔

امام عصر علیہ السلام اگرچہ پردہ غیبت میں ہیں لیکن آپ کا وجود مذہب شیعہ کے تحفظ کا عظیم اور حقیقی عامل ہے۔

آپ دشمنوں کی سازشوں سے مکمل آگاہی کے ساتھ شیعہ عقائد کی فکری سرحدوں کی مختلف طریقوں سے حفاظت کرتے ہیں اور جب مکار اور فریب کار دشمن مختلف چالوں اور حیلوں کے ذریعہ مکتب شیعہ کے اصول اور لوگوں کے عقائد کو نشانہ بناتا ہے، اس وقت امام علیہ السلام علماء اور برگزیدہ افراد کو ہدایت و ارشاد کرتے ہوئے دشمن کے نفوذ کے تمام راستے بند کر دیتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر بحرین کے شیعوں پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عنایت اور لطف کو علامہ مجلسی (رہ) کی زبانی سنتے ہیں: گزشتہ زمانہ میں بحرین پر ایک ناصبی حاکم حکومت کرتا تھا جس کا وزیر وہاں کے شیعوں کے ساتھ بادشاہ سے بھی زیادہ دشمنی رکھتا تھا۔ ایک روز وزیر، بادشاہ کے پاس حاضر ہوا، جس کے ہاتھ میں ایک انار تھا جس پر طبیعی شکل میں یہ جملہ نقش تھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَبُوْبَکْر وَ عُمَر وَ عُثْمَان وَ عَلِي خُلَفَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ"۔ بادشاہ اس انار کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا اور اس نے اپنے وزیر سے کہا: یہ تو شیعہ مذہب کے باطل ہونے کی واضح اور آشکار دلیل ہے۔ بحرین کے شیعوں کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟ وزیر نے جواب دیا: میری رائے کے مطابق ان کو حاضر کیا جائے اور یہ نشانی ان کو دکھائی جائے، اگر ان لوگوں نے مان لیا تو انہیں اپنا مذہب چھوڑنا ہوگا، ورنہ تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا ہوگا! یا تو اطمینان بخش جواب لے کر آئیں، یا جزیہ دیا کریں، یا ان کے مردوں کو قتل کر دیں، ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیں اور ان کے مال و دولت کو غنیمت میں لے لیں۔ بادشاہ نے اس کی رائے کو قبول کیا اور شیعہ علماء کو اپنے پاس بلا بھیجا اور ان کے سامنے وہ انار پیش کرتے ہوئے کہا: اگر تم اس سلسلہ میں واضح اور روشن دلیل پیش نہ کر سکے تو تمھیں قتل کر دوں گا اور تمھارے اہل و عیال کو اسیر کر لوں گا یا تم لوگوں کو جزیہ دینا ہوگا۔ شیعہ علماء نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی چنانچہ ان حضرات نے بحث و گفتگو کے بعد یہ طے کیا کہ بحرین کے دس صالح اور پرہیزگار علماء کا انتخاب کیا جائے اور وہ دس افراد اپنے درمیان تین لوگوں کا انتخاب کریں۔ چنانچہ ان تینوں میں سے ایک عالم سے کہا: آپ آج صحرا کی طرف نکل جائیں اور امام زمانہ علیہ السلام سے استغاثہ کریں اور ان سے اس مصیبت سے نجات کا راستہ معلوم کریں ؛ کیونکہ وہی ہمارے امام اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ ہیں۔ چنانچہ اس عالم نے ایسا ہی کیا لیکن امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات نہ ہو سکی، دوسری رات، دوسرے عالم کو بھیجا گیا لیکن ان کو بھی کوئی جواب نہ مل سکا۔ آخری رات تیسرے عالم بزرگوار بنام محمد بن عیسیٰ کو بھیجا گیا چنانچہ وہ بھی صحرا کی طرف نکل گئے اور روتے پکارتے ہوئے امام علیہ السلام سے مدد طلب کی۔ جب رات اپنی آخری منزل پر پہنچی تو انھوں نے سنا کہ کوئی شخص ان سے

مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے: اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہیں اس حالت میں کیوں دیکھ رہا ہوں اور تم جنگل و بیابان میں کیوں آئے ہو؟ محمد بن عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ انھوں نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہارا صاحب الزمان ہوں، تم اپنی حاجت بیان کرو! چنانچہ اس عالم نے ایسا ہی کیا لیکن امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوسکی، دوسری رات، دوسرے عالم کو بھیجا گیا لیکن ان کو بھی کوئی جواب نہ مل سکا۔ آخری رات تیسرے عالم بزرگوار بنام محمد بن عیسیٰ کو بھیجا گیا چنانچہ وہ بھی صحرا کی طرف نکل گئے اور روتے پکارتے ہوئے امام علیہ السلام سے مدد طلب کی۔ جب رات اپنی آخری منزل پر پہنچی تو انھوں نے سنا کہ کوئی شخص ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے: ۔۔۔اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہیں اس حالت میں کیوں دیکھ رہا ہوں اور تم جنگل و بیابان میں کیوں آئے ہو؟ محمد بن عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ انھوں نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! میں تمہارا صاحب الزمان ہوں، تم اپنی حاجت بیان کرو! محمد بن عیسیٰ نے کہا: اگر آپ ہی صاحب الزماں ہیں تو پھر میری حاجت بھی آپ جانتے ہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا: تم صحیح کہتے ہو، تم اپنی مصیبت کی وجہ سے یہاں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، آپ جانتے ہیں کہ ہم پر کیا مصیبت پڑی ہے، آپ ہی ہمارے امام اور ہماری پناہ گاہ ہیں۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! اس وزیر (لعنہ اللہ علیہ) کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے، جس وقت اس درخت پر انار لگنا شروع ہوئے تو اس نے انار کے مطابق مٹّی کا ایک سانچا بنوایا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس پر یہ جملے لکھے اور پھر ایک چھوٹے انار پر اس سانچے کو چڑھا دیا اور جب وہ انار بڑا ہوگیا تو وہ جملے اس پر کندہ ہو گئے! تم اس بادشاہ کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ میں تمہارا جواب وزیر کے گھر جا کر دوں گا اور جب تم وزیر کے گھر پہنچ جاؤ تو وزیر سے پہلے فلاں کمرے میں جانا! اور وہاں ایک سفید تھیلا ملے گا جس میں وہ مٹّی کا سانچا ہے، اس کو نکال کر بادشاہ کو دکھانا اور دوسری نشانی یہ ہے کہ: بادشاہ سے کہنا: ہمارا دوسرا معجزہ یہ ہے کہ جب انار کے دو حصے کریں گے تو اس انار میں مٹّی اور دھوئیں کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوگی! محمد بن عیسیٰ، امام علیہ السلام کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور شیعہ علماء کے پاس لوٹ آئے۔ دوسرے روز وہ سب بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اور جو کچھ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا اس کو بادشاہ کے سامنے واضح کر دیا۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ بحرین کے بادشاہ نے اس معجزہ کو دیکھا تو مذہب شیعہ اختیار کرلیا اور حکم دیا کہ اس مکّار وزیر کو قتل کر دیا جائے۔ (بحار الانوار: ج52،ص178)

امام زمانہ مرحوم شیخ مفید (رح) کی طرف ایک توقیع میں فرماتے ہیں: ہم تمہاری خبروں اور حالات سے آگاہ ہیں اور تمہاری کوئی بھی چیز ہم پر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے ہم نے تمہارے امور کے حل کرنے اور تمہاری سرپرستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور تمہیں بھلایا نہیں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مشکلات اور مصیبتیں تم پر نازل ہوجاتیں اور دشمن تم کو نیست ونابود کردیتے۔ (حتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۵۹۸، باب توقیعات) پہلی جنگ عظیم کے دوران کہ جب ایران انگریز اور روسی افواج کے قبضہ میں تھا اور ان کے ایران کی مظلوم ملت پر حملے عروج پر تھے تو یہ حالات دیکھ کر عالم تشیع کے مرجع آیت اللہ العظمٰی نائینی قدس سرہ شیعوں کے حوالے سے بہت پریشان اور متفکر رہا کرتے تھے۔ایک رات انہوں نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے توسل کیا اور گریہ و توسل کی حالت میں سوگئے تو عالم خواب میں دیکھا کہ ایران کے نقشہ کی شکل میں ایک بہت بڑی دیوار گرنے کے قریب ہے اور عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت اس کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ منظر ایسا ھولناک تھا کہ انہوں نے خواب کی حالت میں فریاد بلند کی اور اسی حالت میں دیکھا کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائے ہیں اور اپنی مبارک انگلی کو دیوار کی طرف کیا اور اسے اپنی جگہ پر قائم کیا اور فرمایا یہ شیعوں کی جگہ ہمارا گھر ہے ٹوٹ جائے ختم ہوجانے کا خطرہ ہے لیکن ہم اسے گرنے نہیں دیں گے اور سنبھال کر رکھیں گے۔ (عنایات حضرت مہدی بہ علماء وطلاب محمد باقر اصفہانی حکایت ۱۵۱ ص ۳۱۵)

۶۔فریاد کو پہنچنا:

امام بے آسرا اور بے پناہ لوگوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں ۔بہت سے لاچار اور گمشدہ لوگ حضرت کی لطف و عنایت کے ساتھ نجات پاتے ہیں کہ ان واقعات کو لکھنے اور نقل کرنے بیٹھ جائیں تو سیکنڑوں جلد کتاب تیار ہوجائے گی۔ایک قابل اعتماد شخص نقل کرتے ہیں کہ: میں تعلیمی حوالے سے ایک یورپی ملک میں مشغول تھا میرے محل سکونت اور یونیورسٹی کے درمیانی فاصلہ میں سوائے ایک بس کے کوئی اور ذریعہ آمد ورفت نہ تھا۔ جب میں آخری امتحان کے لئے یونیورسٹی روانہ ہوا ایک دم وسط راہ میں بس خراب ہوگئی، ڈرائیور کی ہر سعی و کوشش بھی بیکار گئی، کوئی اور ذریعہ بھی نہ تھا۔میں مضطرب اور ناامید ہوگیا کہ ایک دم میرے ذہن میں کوندسی لپکی کہ جب ہم ایران میں ہوتے تھے تو مشکلات میں" امام زمانہ عجل الشریف" سے توسل کرتے تھے۔میرے دل ٹوٹ سا گیا اور آنسو جاری ہوگئے میں نے اپنے آپ سے کہا: اے بقیۃ اللہ عج اگر آج میری مشکل حل کردیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول وقت نماز پڑھوں گا۔کچھ دیر بعد کوئی شخص آیا اس نے ڈرائیور کے

ساتھ کوئی بات کی اور بس کے انجن کو کچھ کیا اور کہا سٹارٹ کرو جیسے ہی ڈرائیور نے سٹارٹ کی گاڑی درست سٹارٹ ہوگئی۔میں بے پناہ خوش اور جلدی میں تھا, بالکل اس شخص کی طرف متوجہ نہ ہوا جیسے ہی گاڑی چلنے لگی۔ اس شخص نے میرا نام لیکر مجھے پکارا اور کہا: جو ہم سے وعدہ کیا ہے اسے بھولنا نہ۔۔۔(سابقہ ماخذ ص ۲۴۴)

۷۔علمی اور فکری پناہ گاہ:

آئمہ معصومین علیھم السلام معاشرہ کے حقیقی معلم اور اصلی تربیت کرنے والے ہیں اور ہمیشہ لوگ انہی ہستیوں کی تعلیمات کے پاکیزہ وشفاف سرچشمہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔غیبت کے زمانہ میں بھی اگرچہ براہ راست امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب اور براہِ راست فیض حاصل نہیں کرسکتے ,لیکن آپ الٰہی علوم کے معدن وسرچشمہ ہیں کہ جو مختلف راستوں سے شیعوں کی علمی اور فکری مشکلات کو دور فرماتے ہیں۔غیبت صغریٰ کے زمانہ میں مومنین اور علماء کے بہت سے سوالوں کے جوابات,امام کے خطوط جو کہ توقیعات کے نام سے مشہور ہیں ان کے ذریعہ دیے جاتے تھے۔(کمال الدین،ج۲،باب ۴۵،ص ۲۳۵۔۲۸۶)

امام زمانہ علیہ السلام اسحاق بن یعقوب کے خط اور ان کے سوالات کے جواب میں یوں تحریر فرماتے ہیں: خداوند عالم تمھیں ہدایت کرے اور تمھیں ثابت قدم رکھے! آپ نے ہمارے خاندان اور چچازاد بھائیوں میں سے منکرین کے بارے میں جو سوال کیا,تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کے ساتھ کسی کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے،لہٰذا جو شخص بھی میرا انکار کرے وہ میرا پیروکار نہیں ہے اور اس کا انجام حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے انجام کی طرح ہے۔۔۔اور جب تک تم اپنے مال کو پاکیزہ نہ کرلو ہم اس کو قبول نہیں کرتے۔اور جو رقم تم نے ہمارے لئے بھیجی ہے اس کو اس وجہ سے قبول کرتے ہیں کہ پاک وپاکیزہ ہے۔۔۔اور جو شخص ہمارے مال کو (اپنے لئے) حلال سمجھتا ہے اور اس کو ہضم کرلیتا ہے گویا وہ آتش جہنم کھا رہا ہے۔۔۔اب رہا مجھ سے فیض حاصل کرنے کی کیفیت کا مسئلہ تو جس طرح بادلوں میں چھپے سورج سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اسی طرح مجھ سے بھی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور میں اہل زمین کے لئے امان ہوں,جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور جن چیزوں کا تمھیں کوئی فائدہ نہیں ہے ان کے بارے میں سوال نہ کرو,اور اس چیز کو سیکھنے کی زحمت نہ کرو جس چیز کو تم سے طلب نہیں کیا گیا اور ہمارے ظہور کے لئے بہت دعا کیا کرو کہ جس میں تمہارے لئے بھی گشائش (اور آسانیاں) ہوں گی۔اے اسحاق بن یعقوب تم پر ہمارا سلام ہو اور ان مومنین پر جو راہ ہدایت کے پیروکار ہیں (کمال الدین،ج۲،باب ۴۵،ص ۲۳۷۔)

غیبت صغریٰ کے بعد بھی شیعہ علماء نے متعدد بار اپنی علمی اور فکری مشکلات کو امام علیہ السلام سے بیان کرکے ان کا راہ حل حاصل کیا ہے۔ میر علاّم، مقدس اردبیلی کے ایک شاگرد کہتے ہیں: آدھی رات کے وقت میں نجف اشرف میں حضرت امام علی علیہ السلام کے روضہ اقدس کے صحن میں تھا، اچانک میں نے کسی شخص کو دیکھا جو روضہ کی طرف آرہا ہے، میں اس کی طرف گیا جیسے ہی نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ہمارے استاد علامہ احمد مقدس اردبیلی ہیں تو میں جلدی سے چھپ گیا۔ وہ روضہ مطہر کے نزدیک ہوئے جبکہ دروازہ بند ہو چکا تھا، میں نے دیکھا کہ اچانک دروازہ کھل گیا اور آپ روضہ مقدس کے اندر داخل ہو گئے! اور کچھ ہی دیر بعد روضہ سے باہر نکلے اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں چھپ کر اس طرح ان کے پیچھے چلنے لگا کہ وہ مجھے نہ دیکھ لیں، یہاں تک وہ مسجد کوفہ میں داخل ہوئے اور اس محراب کے پاس گئے جہاں پر حضرت علی علیہ السلام کو ضربت لگی تھی۔ کچھ دیر وہاں رکے اور پھر مسجد سے باہر نکلے اور پھر نجف کی طرف روانہ ہوئے۔ میں پھر ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ وہ مسجد حنّانہ میں پہنچے، اچانک مجھے بے اختیار کھانسی آگئی، جیسے ہی انہوں نے میری آواز سنی میری طرف ایک نگاہ کی اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا: آپ میر علاّم ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا: جب سے آپ حضرت علی علیہ السلام کے روضہ میں داخل ہوئے تھے میں اسی وقت سے آپ کے ساتھ ہوں، آپ کو اس صاحب قبر کے حق کا واسطہ آج جو واقعہ میں نے دیکھا ہے اس کا راز مجھے بتائیں! موصوف نے فرمایا: ٹھیک ہے، لیکن اس شرط پر بتاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کے سامنے بیان نہ کرنا! اور جب میں نے انہیں مطمئن کر دیا تو انھوں نے فرمایا: کبھی کچھ مسائل میں زیادہ مشکل پیش آتی ہے تو اس کے حل کے لئے حضرت علی علیہ السلام سے توسل کرتا ہوں آج کی رات بھی ایک مسئلہ میرے لئے مشکل ہو گیا اور اس کے بارے میں غور و فکر کر رہا کہ اچانک میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤں اور آپ ہی سے اس مسئلہ کا حل دریافت کروں۔ جب میں روضہ مقدس کے پاس پہنچا تو جیسا کہ آپ نے بھی دیکھا کہ بند دروازہ کھل گیا، میں روضہ میں داخل ہوا، خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کی تا کہ امام علی علیہ السلام کی بارگاہ سے اس مسئلہ کا حل مل جائے۔ اچانک قبر منور سے آواز آئی کہ: مسجد کوفہ میں جاؤ اور حضرت قائم علیہ السلام سے اس مسئلہ کا حل معلوم کرو کیونکہ وہی تمہارے امام زمانہ ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد (مسجد کوفہ کی) محراب کے پاس گیا اور امام مہدی علیہ السلام سے اس سوال کا جواب حاصل کیا اور اب اس وقت اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۷۴۔)

امام زمانہ علیہ السلام کے انتظار کی خصوصیات

بحث کے اہداف:

(۱) امام زمان علیہ السلام کے انتظار کی خصوصیات سے آشنائی

(۲) مثبت انتظار اور منفی انتظار میں فرق واضح کرنا

(۳) منتظرین امام کے فرائض سے آشنائی

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ ''انتظار'' ایک فطری امر ہے اور ہر قوم وملت اور ہر دین ومذھب میں انتظار کا تصور پایا جاتا ہے، لیکن انسان کی ذاتی اور اجتماعی ندگی میں پایا جانے والا عام انتظار اگر چہ عظیم اور با اہمیت ہو لیکن امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مقابلہ میں چھوٹا اور ناچیز ہے کیونکہ آپ کے ظہور کا انتظار خاص خصوصیات رکھتا ہے: امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا انتظار ایک ایسا انتظار ہے جو کائنات کی ابتداء سے موجود تھا۔ یعنی بہت قدیم زمانہ میں انبیاء اور اولیائے کرام آپ کے ظہور کی بشارت دیتے تھے اور قریبی زمانہ میں ہمارے تمام آئمہ علیہم السلام آپ کی حکومت کے زمانہ کی آرزو رکھتے تھے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر میں ان (امام مہدی علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوتا تو تمام عمر ان کی خدمت کرتا۔ (غیبت نعمانی۔ باب 13، ص252)

امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ایک عالمی اصلاح کرنے والے کا انتظار ہے، عالمی عادلانہ حکومت کا انتظار ہے اور تمام اچھائیوں کا انتظار ہے۔ چنانچہ اسی انتظار میں عالم بشریت آنکھیں بچھائے ہوئے ہے اور انسان خدا داد پاک وپاکیزہ فطرت کی بنیاد پر اس کی تمنا کرتا ہے۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی شخصیت کا نام ہے جو عدالت اور معنویت، برادری اور برابری، زمین کی آبادی، صلح وصفا، عقل کی شگوفائی اور انسانی علوم کی ترقی کا تحفہ لائیں گے اور استعمار وغلامی، ظلم وستم اور تمام اخلاقی برائیوں کا خاتمہ کرنا آپ کی حکومت کا ثمرہ ہوگا۔ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار کا پھول فقط اسی صورت میں کھلے گا جب اس کے کھلنے کے اسباب فراہم ہوں گے اور ایسا وقت ہوگا جب تمام انسان آخری زمانے کے مصلح اور نجات دہندہ کی تلاش میں ہوں

گے۔وہ آئیں گے تاکہ اپنے مددگاروں کے تعاون سے برائیوں کے خلاف قیام کریں؛ نہ یہ کہ صرف معجزہ سے پوری کائنات کے نظام کو بدل دیں۔امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ان کے منتظرین میں ان کی نصرت و مدد کا شوق پیدا کرتا ہے اور انسان کو شخصیت اور حیات عطا کرتا ہے اور اسے بے مقصد زندگی اور گمراہی سے نجات عطا کرتا ہے۔یہ تھیں اس انتظار کی بعض خصوصیات جو اتنا طولانی ہے جتنی تاریخ اور ہر انسان کی روح میں اس کی جڑیں ملتی ہیں اور کوئی دوسرا انتظار اس عظیم انتظار کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔لہٰذا مناسب ہے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے مختلف پہلوؤں اور اس کے آثار و فوائد کو پہچانیں اور آپ کے ظہور کے منتظرین کے فرائض اور اس کے بے نظیر ثواب کے بارے میں گفتگو کریں۔انتظار کے مختلف پہلو: انسان کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں: ایک طرف تو اس میں نظریاتی اور عملی پہلو موجود ہے اور دوسری طرف اس میں انفرادی اور اجتماعی پہلو بھی پایا جاتا ہے اور ایک زاویے سے وہ جسمانی پہلو بھی رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی اور نفسیاتی پہلو بھی اس میں موجود ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسانی زندگی کے مذکورہ پہلوؤں میں سے ہر پہلو کے لئے ایک معین لائحہ عمل ضروری ہے تاکہ انسان اس کے مطابق زندگی گزار سکے اور انحراف اور گمراہی کا شکار نہ ہو بلکہ سیدھے راستے پر قدم بڑھا سکے یہ سیدھا راستہ وہی امام مہدی کے انتظار کا راستہ ہے۔امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور کا انتظار، ایک منتظر انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔آپ کا انتظار انسان کی فکر و نظر پر جو کہ اس کے اعمال و کردار کی اساس ہے اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور انسانی زندگی کے بنیادی عقائد کی حفاظت کرتا ہے۔دوسرے الفاظ میں یوں عرض کیا جاسکتا ہے کہ صحیح انتظار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ منتظر اپنی اعتقادی اور فکری بنیادوں کو مضبوط کرے تاکہ گمراہ کرنے والے مذاہب کے جال میں نہ پھنس جائے یا امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے طولانی ہوجانے کی وجہ سے مایوسی و ناامیدی کی دلدل میں نہ پھنس جائے۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: لوگوں پر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جب ان کا امام غائب ہوگا، خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس زمانہ میں ہمارے امر (یعنی ولایت) پر ثابت قدم رہے۔(کمال الدین ج 15 ص 602) یعنی غیبت کے زمانہ میں دشمن نے مختلف شبہات کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ شیعوں کے صحیح عقائد کو ختم کردیا جائے، لیکن انتظار کے مورچے میں موجود ہونے کی برکت سے عقائد کی سرحدوں کی حفاظت ہوجاتی ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کا انتظار، انسان کے اعمال اور کردار کو درست راستہ اور سمت دیتا ہے۔ایک حقیقی

منتظر کو عمل کے میدان میں کوشش کرنی چاہیئے کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت حق کا راستہ ہموار ہو جائے، لہٰذا منتظر کو اس سلسلہ میں اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کمرِ ہمت باندھنا چاہیئے ۔ نیز اپنی ذاتی زندگی میں اپنی روحانی اور نفسیاتی حیات اور اخلاقی فضائل کو کسب کرنے کی طرف مائل ہو اور اپنے جسم و بدن کو مضبوط کرے تاکہ امام زمانہ علیہ السلام کے ایک کار آمد سپاہی کی حیثیت سے نورانی محاذ کے لئے تیار ہو سکے ۔حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص چاہتا ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے ناصرین و مددگاروں میں شامل ہو اسے انتظار کرنا چاہیئے اور انتظار کی حالت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے اور نیک اخلاق سے مزین ہونا چاہیئے ۔(غیبت نعمانیہ باب 1،ص 200)

اس '' انتظار کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنی ذات سے بالا تر کر دیتا ہے اور اس کو معاشرہ کے ہر شخص سے جوڑ دیتا ہے ۔یعنی انتظار نہ صرف انسان کی ذاتی و انفرادی زندگی میں موثر ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے خاص منصوبہ بھی پیش کرتا ہے اور معاشرہ میں مثبت قدم اٹھانے کی رغبت بھی دلاتا ہے اور چونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اس وقت قائم ہوگی جب پورا عالمی معاشرہ اس کی آمادگی رکھتا ہوگا ۔لہٰذا ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرے اور معاشرہ میں برائیوں کے پھیلنے پر خاموش تماشائی نہ بنا رہے، کیونکہ عالمی مصلح کے منتظر کو سب سے پہلے ذاتی طور پر فکر و عمل کے لحاظ سے اصلاح اور خیر کا راستہ اپنانا چاہیے ۔مختصر یہ ہے کہ '' انتظار '' ایک ایسا مبارک نور ہے جو ایک منتظر انسان اور معاشرہ کی رگوں میں دوڑتا ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو الٰہی رنگ عطا کرتا ہے ۔اور کونسا رنگ خدائی رنگ سے بہتر اور پائیدار ہو سکتا ہے؟! قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: (...صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ...) '' رنگ تو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادت گزار ہیں '' ۔(بقرہ، 138)

مذکورہ بالا مطالب کے پیش نظر مصلح کل حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے منتظرین کا فریضہ '' الٰہی رنگ میں خود کو رنگ لینے '' کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو انتظار کی برکت سے انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں جلوہ گر ہوتا ہے ۔اگر انتظار کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ ہو تو پھر ہمارے فرائض ہمارے لئے مشکل نہیں ہوں گے بلکہ انتظار کا یہ خوشگوار عنصر ہماری زندگی کے ہر پہلو کو ایک بہترین معنی و مفہوم عطا کرے گا۔ واقعاً اگر مہربانی کے ملک کا حاکم اور عشق و محبت کے کاروان کا قافلہ سالار آپ کو ایک لائق سپاہی کی حیثیت سے ایمان

کے خیمہ کی حفاظت کے لئے بلائے اور حق و حقیقت کے مورچہ پر آنے کا انتظار کرے تو پھر آپ کی حالت کیسی ہوگی؟ آیا پھر بھی آپ کو بتانا پڑے گا کہ فلاں کام کرو اور فلاں کام نہ کرو یا آپ خود ہی راستہ کو پہچان کر اپنے منتخب مقصد کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے نظر آئیں گے!

منتظرین کے فرائض:

روایات میں امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرنے والوں کے بہت سے فرائض بیان کئے گئے ہیں، ہم یہاں پر ان میں سے چند اہم فرائض کو بیان کرتے ہیں:

منتظرین کا پہلا وظیفہ: امام کی معرفت

انتظار کے راستے کو امام علیہ السلام کی شناخت اور معرفت کے بغیر طے کرنا ممکن نہیں ہے۔ انتظار کی وادی میں استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا امام علیہ السلام کی صحیح شناخت سے ہی مربوط ہے۔ لہٰذا امام مہدی علیہ السلام کے نام و نسب کی شناخت کے علاوہ ان کی عظمت اور ان کے رتبہ و مقام کی گہری شناخت اور آگاہی بھی ضروری ہے۔ ابو نصر جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے خدمت گزار تھے، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت سے پہلے امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) نے ان سے سوال کیا: کیا مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ میرے مولا و آقا اور میرے مولا و آقا کے فرزند ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا مقصد ایسی پہچان نہیں ہے!؟ ابو نصر نے عرض کی: آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا مقصد کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری جانشین ہوں اور خداوند عالم میری (برکت کی) وجہ سے ہمارے خاندان اور ہمارے شیعوں سے بلاؤں کو دور فرماتا ہے۔ (کمال الدین ج 2، باب 43، ص 171) اگر منتظر کو امام علیہ السلام کی معرفت حاصل ہو جائے تو پھر وہ اسی وقت سے خود کو امام علیہ السلام کے ہمراہ محاذ پر دیکھے گا اور احساس کرے گا کہ وہ امام علیہ السلام کے خیمہ میں اور ان کے نزدیک ہے، لہٰذا اپنے امام کے محاذ کو مضبوط بنانے میں پل بھر کے لئے کوتاہی نہیں کرے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ... مَنْ مَّاتَ وَ هوَ عَارِف لِاِمَامِهِ لَمْ يَضُرُّهُ تَقَدُّمَ هٰذَا الاَمْرُ اَو تَاَخَّرَ، وَ مَن مَّاتَ وَ هُوَ عَارِف لِاِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ القَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ ...جو شخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو اسے ظہور کا جلد یا تاخیر سے

واقع ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اپنے امام زمانہ کو پہچانتا ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو امام کے خیمہ میں امام کے ساتھ ہو۔(اصول کافی ج 1, باب 84,ص 433)

قابل ذکر ہے کہ یہ معرفت اور شناخت اتنی اہم ہے کہ معصومین علیہم السلام کے کلام میں بیان ہوا ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے خداوند عالم کی نصرت و مدد طلب کرنا چاہئے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی غیبت کے زمانہ میں باطل خیال کے مالک لوگ (اپنے دین اورعقائد میں) شک وتردید میں مبتلا ہو جائیں گے۔امام علیہ السلام کے خاص شاگرد جناب زرارہ نے کہا: آقا اگر میں اس زمانہ میں ہوا تو کونسا عمل انجام دوں؟امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس دعا کو پڑھو: اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَکَ فَاِنَّکَ ان لَم تُعَرِّفْنِی نَفْسَکَ لَم اَعْرِف نَبِیَّکَ, ۔۔۔اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی رَسُوْلَکَ فَاَنَّکَ ان لَم تُعَرِّفْنِی رَسُولَکَ لَمْ اَعْرِفُ حُجَّتَکَ, اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ ان لَم تُعَرِّفْنِی حُجَّتَکَ ضَلَلتُ عَنْ دِیْنِی ۔۔۔پرودگارا! مجھے تو اپنی ذات کی معرفت عطا کرکہ اگرتو نے مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکوں گا۔پرودگارا! تو مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا کرکہ اگرتو نے اپنے رسول کی پہچان نہ کروائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔پروردگارا! تو مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا کرکہ اگرتو نے مجھے اپنی حجت کی پہچان نہ کروائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہوجاوں گا۔(غیبت نعمانیہ باب 10,حدیث 3,ص 170)

اب تک نظام کائنات کے مجموعہ میں امام علیہ السلام کی عظمت کی معرفت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ آپ خداوندعالم کی طرف سے حجت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین اور تمام لوگوں کے ہادی و رہبر ہیں کہ جن کی اطاعت سب پرواجب ہے،کیونکہ ان کی اطاعت خداوندعالم کی اطاعت ہے۔

معرفت امام کاایک اور پہلو امام علیہ السلام کی پرنور صفات اوران کی سیرت طیبہ کی معرفت ہے۔معرفت کا یہ پہلو انتظار کرنے والے کے کردار وگفتار پر بہت زیادہ اثرانداز ہوتا ہے اور ظاہرسی بات ہے کہ انسان کو امام علیہ السلام اور حجت خدا کی مختلف زاویوں سے جتنی گہری معرفت ہوگی اس کی زندگی میں اتنے ہی آثار پیدا ہوں گے۔

منتظرین کا دوسرا فریضہ: نمونہ عمل

جس وقت امام علیہ السلام کی معرفت اور ان کی سیرت کے خوبصورت جلوے ہماری نظروں کے سامنے ہوں گے, تو اس مظہر کمالات کو نمونہ قرار دینے کی بات آئے گی۔ ''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری نسل میں سے قائم کو اس حال میں دیکھیں کہ ان کے قیام سے پہلے خود ان کی اور ان سے پہلے آئمہ کی اقتداء کرتے ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہو۔ ایسے افراد میرے دوست اور میرے ساتھی ہیں اور یہی لوگ میرے نزدیک میری امت کے سب سے معزز و عظیم افراد ہیں''۔ (کمال الدین، ج۱، باب ۲۵، ح ۳، ص ۵۳۵۔)

واقعاً جو شخص تقویٰ، عبادت، سادگی، سخاوت، صبر اور تمام اخلاقی فضائل میں اپنے امام کی پیروی کرے تو اس الٰہی رہبر کے نزدیک ایسے شخص کا رتبہ کس قدر بلند ہوگا اور ان کے حضور میں شرفیابی سے کس قدر سرفراز اور سربلند ہوگا؟! کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص دنیا کے سب سے خوبصورت موجود کا منتظر ہے وہ اپنے وجود کو خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور خود کو برائیوں اور اخلاقی پستیوں سے دور رکھتا ہے؟! نیز انتظار کے لمحات میں اپنے افکار و اعمال کی حفاظت کرتا رہے؟! اگر ایسا نہ ہو تو انسان آہستہ آہستہ برائیوں کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کے اور اس کے امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوتا جائے گا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خود خطرات سے آگاہ کرنے والے امام علیہ السلام کے کلام میں بیان ہوئی ہے:

''فَمَا یَحْبِسُنَا عَنْهُمْ اِلَّا مَا یَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نُکْرِهُهُ وَلَا نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ (بحار الانوار ج ۵۳، ص ۱۷۷۔)

کوئی بھی چیز ہمیں شیعوں سے جدا نہیں کرتی, مگر خود ان کے وہ (برے) اعمال جو ہمارے پاس پہنچتے ہیں جن اعمال کو ہم پسند نہیں کرتے اور نہ ہی ایسے کاموں کی ہمیں اپنے شیعوں سے توقع ہے!''۔

منتظرین کی آخری آرزو یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ عالمی حکومت کی تشکیل میں کچھ حصہ ان کا بھی ہو اور اس آخری حجت خدا کی نصرت و مدد کا فخر ان کو بھی حاصل ہو, لیکن اس عظیم سعادت کو حاصل کرنا خودسازی اور اخلاقی صفات سے آراستہ ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَکُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْیَنْتَظِرْ وَ لْیَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ

الاَخلاقِ وَ هُوَ مُنتَظِر """ جوشخص یہ چاہتا ہوکہ حضرت قائم علیہ السلام کے مددگاروں میں شامل ہوتو اسے منتظر رہنا چاہئے اور انتظار کے دوران تقویٰ اور پرہیزگاری اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا چاہیے "۔(غیبت نعمانی، باب ۱۱، ح ۱٦،ص ۲۰۷۔) یہ بات روشن ہے کہ ایسی آرزو تک پہنچنے کے لئے خود امام مہدی علیہ السلام سے بہتر کوئی نمونہ نہیں مل سکتا جوتمام خوبیوں کا آئینہ ہے۔

منتظرین کا تیسرا وظیفہ: امام علیہ السلام کی یاد

جو چیز امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی معرفت حاصل کرنے اور آپ کی پیروی کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور انتظار کی راہ میں پائیداری واستقامت عطا کرتی ہے، وہ روحوں اور دلوں کے طبیب (امام مہدی علیہ السلام) سے ہمیشہ رابطہ برقرار رکھنا ہے۔واقعاً جب وہ مہربان امام ہروقت اور ہر جگہ شیعوں کے حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان کو کبھی نہیں بھولتے تو کیا یہ مناسب ہے کہ ان کے چاہنے والے دنیاوی امور میں مست ہوجائیں اور اس محبوب امام سے غافل اور بے خبر ہوجائیں؟ یادوستی اور محبت کی راہ ورسم یہ ہے کہ ہر حال میں ان کو اپنے اور دوسروں پر مقدم رکھا جائے، جس وقت مصلائے دعا پر بیٹھیں ان کی سلامتی اور ظہور کے لئے دست دعا بلند کریں۔جس کے لئے خود حضرت نے بھی فرمایا ہے: """ میرے ظہور کے لئے بہت دعا کیا کرو کہ اس میں خود تمہاری گشائش بھی ہے۔" (کمال الدین، ج۱، باب ٤٥، ح ٤، ص ۲۳۷۔)

لہٰذا ہمیشہ یہ دعا ہماری وردزبان رہے: "اَللّٰهُمَّ كُن لِوَلِيِّكَ الحُجَّةِ بنِ الحَسَنِ صَلَوٰاتُكَ عَلَيهِ وَ عَلٰى آبَائِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلِياً وَ حَافِظاً وَ قَائِداً وَ نَاصِراً وَ دَلِيلاً وَ عَيناً حَتّٰى تُسكِنَهُ اَرضَكَ طَوعاً وَ تُمَتِّعَه فِيهَا طَوِيلاً"۔ پروردگارا! اپنے ولی حجت بن الحسن کے لئے کہ تیرا درود وسلام ہو ان پر اور ان کے آباء واجداد پر، اس وقت اور ہر وقت سرپرست اور محافظ، رہبر، ناصر و مددگار، راہنما اور نگہبان بن جا، تاکہ ان کو اپنی زمین میں اپنی رغبت اور مرضی سے سکونت دے اور ان کو طولانی زمانہ تک زمین پر بہرہ مند فرما"۔ (کمال الدین، ج۱، باب ٤٥، ح ٤، ص ۲۳۷۔) حقیقی منتظر صدقہ دیتے وقت پہلے اپنے امام علیہ السلام کے وجود شریف کو مدّنظر رکھتا ہے اور ہر طریقہ سے اس محبوب کے دامن سے متوسل ہوتا ہے اور ان کے مبارک ظہور کا مشتاق رہتا ہے اور ان کے بے مثال جمال پُر نور کے دیدار کے لئے آہ و نالہ کرتا رہتا ہے۔"عَزِيزٌ عَلَيَّ اَن اَرَى الخَلقَ وَ لَا تُرىٰ" (مفاتیح الجنان، دعائے ندبہ۔)" (واقعاً) میرے لئے کتنا سخت ہے کہ میں سب کو دیکھوں لیکن آپ کا دیدار نہ ہو سکے!!"۔راہ انتظار پر

چلنے والا (عاشق) امام مہدی علیہ السلام کے نام سے منسوب محافل اور مجالس میں شریک ہوتا ہے تاکہ اپنے دل میں ان کی محبت کی جڑوں کو مستحکم کرے اور امام عصر علیہ السلام کے نام سے منسوب مقدس مقامات جیسے مسجد سہلہ، مسجد جمکران اور سرداب مقدس میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرنے والوں کی زندگی میں آپ کی یاد کا بہترین جلوہ یہ ہے کہ ہر روز اپنے امام علیہ السلام سے تجدید عہد کریں اور وفاداری کا پیمان باندھیں اور اس عہد نامے پر برقرار رہنے کا اعلان کریں۔ "جیسا کہ دعائے عہد کے فقرات میں ہم پڑھتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُجَدِّدُ لَهُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِي هٰذَا وَ مَا عِشْتُ مِنْ اَيَّامِي عَهْداً وَ عَقْداً وَ بَيْعَةً لَهُ فِي عُنُقِي لاَ اَحُولُ عَنها وَ لاَ اَزُولُ اَبَداً، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ اَنْصَارِهِ وَ اَعْوَانِهِ، وَالذَّآبِّينَ عَنْهُ وَ الْمُسَارِعِينَ اِلَيْهِ فِي قَضَاءِ حَوَآئِجِهِ وَ الْمُمْتَثِلِينَ لِاَوَامِرِهِ وَ الْمُحَامِينَ عَنْه وَ السَّابِقِيْنَ اِلٰى اِرَادَتِهِ وَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيه۔" (دعائے عہد، مفاتیح الجنان)

اگر ایک شخص ہمیشہ اس دعائے عہد کو پڑھتا رہے اور دل کی گہرائی سے اس کے مضمون پر کاربند رہے تو ہرگز سستی میں مبتلا نہ ہوگا اور اپنے امام کی آرزوؤں کو عملی جامہ پہنانے اور آپ کے ظہور کے لئے راستہ ہموار کرنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہے گا اور ایک لمحہ کیلئے بھی بے کار نہیں بیٹھے گا۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ ایسا شخص ہی اس امام برحق کے ظہور کے وقت ان کے ہمراہ حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص چالیس دن تک ہر صبح اپنے خدا سے یہ عہد کرے تو خدا ان کو ہمارے قائم کا ناصر و مددگار قرار دے گا اور اگر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے اسے موت بھی آجائے تو خداوند عالم اسے قبر سے اٹھائے گا (تاکہ حضرت قائم علیہ السلام کی نصرت و مدد کرے)۔۔۔۔

منتظرین کا چوتھا وظیفہ: وحدت اور ہم دلی

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی انتظار کرنے والے افراد کی انفرادی ذمہ داریوں سے بات کو آگے بڑھائیں تو ان کی اجتماعی ذمہ داریوں کے حوالے سے یہی کہنا چاہئے کہ ان کے پاس ایک ایسا منصوبہ ہو جس سے امام زمانہ علیہ السلام کے اہداف پورے ہوتے ہوں۔ دوسرے الفاظ میں آپ کے منتظر معاشرہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس طرح سعی و کوشش کرے کہ جس سے امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے اسباب

فراہم ہوسکیں۔" امام عصر علیہ السلام اپنے فرمان میں اس طرح کے افراد کے لئے یہ بشارت دیتے ہیں: "اگر ہمارے شیعہ (کہ خداوند عالم ان کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا کرے) اپنے کئے ہوئے عہدو پیمان پر یکدل اور مصمم ہوں تو ہرگز (ہمارے) دیدار کی نعمت میں دیر نہیں ہوگی اور مکمل و حقیقی معرفت کے ساتھ ہماری ملاقات جلد ہی ہو جائے گی"۔ (احتجاج، ج۲ ش۳۶۰ ص۶۰۰۔) اور یہ عہدو پیمان وہی ہے جو کتاب خدا اور الٰہی نمائندوں کے کلام میں بیان ہوا ہے، جن میں سے چند کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

الف) آئمہ معصومین علیہم السلام کی پیروی کرنے کی ہر ممکن کوشش اور آئمہ ہدیٰ ع کے چاہنے والوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرنا۔" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری نسل سے قائم کو اس حال میں دیکھیں کہ ان کے قیام سے پہلے خود ان کی پیروی کریں اور ان کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کریں، تو ایسے افراد میرے دوست اور میرے ساتھی ہیں اور روز قیامت میرے نزدیک میری تمام امت میں سے عزیز و عظیم افراد ہوں گے"۔ (کمال الدین، ج۱، باب ۲۵، ح۲، ص۵۳۵۔)

ب) دین میں تحریفات، بدعتوں اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں اور فحشاء کے مقابلہ میں انتظار کرنے والوں کو بے توجہ نہیں رہنا چاہئے، بلکہ نیک سنتوں اور اخلاقی اقدار کے بھلائے جانے پر ان کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔" حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "یقیناً اس امت کے آخری زمانہ (آخر الزمان) میں ایک گروہ ایسا آئے گا جن کی جزاء اسلام میں سبقت کرنے والوں کی طرح ہوگی تو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوں گے اور اہل فتنہ (و فساد) سے جنگ (مقابلہ) کرتے ہوں گے"۔ (دلائل النبوہ، ج۶، ص۵۱۳۔)

ظہور کا انتظار کرنے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ تعاون اور نصرت و مدد کو اپنے منصوبوں میں پیش نظر رکھیں اور اس معاشرہ کے افراد تنگ نظری اور خود پرستی سے پرہیز کرتے ہوئے معاشرہ میں غریب اور حاجت مند لوگوں پر دھیان دیں اور ان کے معاملے میں لاپرواہی نہ کریں۔

شیعوں کی ایک جماعت نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے نصیحت کی درخواست کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "تم میں سے صاحب حیثیت لوگ غریبوں کی مدد کریں اور مالدار افراد حاجت مندوں کے ساتھ محبت و

مہربانی سے پیش آئیں اور تم میں سے ہر شخص دوسرے کے لئے نیک نیتی سے کام لے"۔(بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۵، ص ۱۲۳)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تعاون اور مدد کا دائرہ فقط ان کے اپنے علاقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ انتظار کرنے والوں کی خیر اور احسان دور دراز کے علاقوں میں بھی پہنچتا ہے کیونکہ انتظار کے پرچم تلے کسی طرح کی جدائی اور غیریت و دوئیت کا احساس نہیں ہوتا۔ 4 انتظار کرنے والے معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں مہدوی رنگ و بو پیدا کریں، ان کے نام اور ان کی یاد کا پرچم ہر جگہ لہرائیں اور امام علیہ السلام کے کلام اور کردار کو اپنی گفتگو اور عمل کے ذریعہ عام کریں اور اس راہ میں بھرپور کوشش کریں کہ بے شک آئمہ معصومین کا لُطف خِاص ان کے شامل حال ہوگا۔ " امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی عبد الحمید واسطی آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: " ہم نے امام علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں اپنی پوری زندگی وقف کردی کہ جس کی وجہ سے ہمیں بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: " اے عبد الحمید! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ خداوند عالم نے اس بندہ کے لئے جس نے خود کو خداوند عالم کے لئے وقف کردیا ہے مشکلات سے نجات کے لئے کوئی راستہ نہیں قرار دیا ہے؟ خدا کی قسم، اس نے ایسے لوگوں کی مشکلات کے حل کے لئے راستہ مقرر کیا ہے۔ خداوند عالم رحمت کرے اس شخص پر جو ہمارے امرِ (ولایت) کو زندہ رکھے "۔ بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۱۶، ص ۱۲۶)

آخری نکتہ یہ ہے انتظار کرنے والے معاشرے کو کوشش کرنا چاہئے کہ تمام اجتماعی پہلوؤں میں دوسرے معاشروں کے لئے نمونہ قرار پائے اور منجی عالم بشریت کے ظہور کیلئے تمام لازمی راستوں کو ہموار کرے۔ انتظار کے اثرات: بعض لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ عالمی مصلح (اصلاح کرنے والے) کا انتظار انسان پر جمود اور لا تعلقی کی حالت طاری کر دیتا ہے اور جو لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ایک عالمی مصلح آئے گا اور ظلم و جور اور برائیوں کا خاتمہ کر دے گا وہ برائیوں اور پستیوں کے مقابل ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں، خود کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور ظلم وستم کو خاموشی سے دیکھتے رہیں!!

لیکن یہ نظریہ ایک سطحی نظریہ ہے اور اس میں دقت نظر سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے سلسلہ میں بیان ہونے والے مطالب کے پیش نظر واضح ہے کہ انتظار کا مسئلہ اپنی بے مثال خصوصیات اور امام مہدی علیہ السلام کی بے مثال عظمت کے پیش نظر نہ صرف انسان میں جمود اور بے حسی

پیدا نہیں کرتا بلکہ حرکت، جوش و جذبہ اور ارتقاء کا بہترین سبب ہے۔ انتظار، منتظر میں ایک مبارک اور بامقصد جذبہ پیدا کرتا ہے اور منتظر جتنا بھی انتظار کی حقیقت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے مقصد کی طرف اس کی رفتار بھی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے انتظار کے زیر سایہ انسان خود پرستی سے آزاد ہو کر خود کو اسلامی معاشرے کا ایک حصہ تصور کرتا ہے، لہٰذا معاشرے کی اصلاح کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا ہے اور جب ایک معاشرے کے افراد یہ جذبہ رکھتے ہوں تو پھر اس معاشرے میں فضائل اور اقدار رائج ہونے لگتے ہیں اور معاشرے کے سب لوگ نیکیوں کی طرف قدم بڑھانے لگتے ہیں اور ایسے ماحول میں کہ جو اصلاح، کمال، امید اور نشاط بخش فضا اور تعاون و ہمدردی کا ماحول ہے، دینی عقائد اور مہدوی نظریہ معاشرے کے افراد میں پیدا ہوتا ہے اور اس انتظار کی برکت سے منتظرین فساد اور برائیوں کے دلدل میں نہیں پھنستے بلکہ اپنے دینی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ انتظار کے زمانہ میں پیش آنے والی مشکلات میں صبر و استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خداوند عالم کا وعدہ پورا ہونے کی امید میں ہر مصیبت اور پریشانی کو برداشت کر لیتے ہیں اور لمحہ بھر سستی اور مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔ واقعاً کونسا ایسا مکتب اور مذہب ہوگا جس میں اس کے ماننے والوں کے لئے ایک روشن مستقبل پیش کیا گیا ہو؟ ایسا راستہ جو الٰہی جذبہ و نصب العین کے تحت طے کیا جائے، جس کے نتیجہ میں اجر عظیم حاصل ہو۔"

ج) ظہور کا انتظار کرنے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ تعاون اور نصرت و مدد کو اپنے منصوبوں میں پیش نظر رکھیں اور اس معاشرہ کے افراد تنگ نظری اور خود پرستی سے پرہیز کرتے ہوئے معاشرہ میں غریب اور حاجت مند لوگوں پر دھیان دیں اور ان کے معاملے میں لاپرواہی نہ کریں۔ ''شیعوں کی ایک جماعت نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے نصیحت کی درخواست کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ''تم میں سے صاحب حیثیت لوگ غریبوں کی مدد کریں اور مالدار افراد حاجت مندوں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آئیں اور تم میں سے ہر شخص دوسرے کے لئے نیک نیتی سے کام لے۔" (بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۵، ص ۱۲۳)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تعاون اور مدد کا دائرہ فقط ان کے اپنے علاقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ انتظار کرنے والوں کی خیر اور احسان دور دراز کے علاقوں میں بھی پہنچتا ہے کیونکہ انتظار کے پرچم تلے کسی طرح کی جدائی اور غیریت و دوئیت کا احساس نہیں ہوتا۔ 4 انتظار کرنے والے معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں مہدوی رنگ و بو پیدا کریں، ان کے نام اور ان کی یاد کا پرچم ہر جگہ لہرائیں اور امام

علیہ السلام کے کلام اور کردار کو اپنی گفتگو اور عمل کے ذریعہ عام کریں اور اس راہ میں بھرپور کوشش کریں کہ بے شک آئمہ معصومین کا لُطف خاص ان کے شامل حال ہوگا۔"

امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی عبدالحمید واسطی آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: "ہم نے امام علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں اپنی پوری زندگی وقف کر دی کہ جس کی وجہ سے ہمیں بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "اے عبدالحمید! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ خداوند عالم نے اس بندہ کے لئے جس نے خود کو خداوند عالم کے لئے وقف کر دیا ہے مشکلات سے نجات کے لئے کوئی راستہ نہیں قرار دیا ہے؟ خدا کی قسم، اس نے ایسے لوگوں کی مشکلات کے حل کے لئے راستہ مقرر کیا ہے۔ خداوند عالم رحمت کرے اس شخص پر جو ہمارے امر (ولایت) کو زندہ رکھے"۔ (بحار الانوار، ج ۵۲، باب ۲۲، ح ۱۶، ص ۱۲۶)

آخری نکتہ یہ ہے انتظار کرنے والے معاشرے کو کوشش کرنا چاہئے کہ تمام اجتماعی پہلوؤں میں دوسرے معاشروں کے لئے نمونہ قرار پائے اور منجی عالم بشریت کے ظہور کیلئے تمام لازمی راستوں کو ہموار کرے۔ انتظار کے اثرات: بعض لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ عالمی مصلح (اصلاح کرنے والے) کا انتظار انسان پر جمود اور لاتعلقی کی حالت طاری کر دیتا ہے اور جو لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ایک عالمی مصلح آئے گا اور ظلم و جور اور برائیوں کا خاتمہ کر دے گا وہ برائیوں اور پستیوں کے مقابل ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں، خود کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور ظلم و ستم کو خاموشی سے دیکھتے رہیں!! لیکن یہ نظریہ ایک سطحی نظریہ ہے اور اس میں دقت نظر سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے سلسلہ میں بیان ہونے والے مطالب کے پیش نظر واضح ہے کہ انتظار کا مسئلہ اپنی بے مثال خصوصیات اور امام مہدی علیہ السلام کی بے مثال عظمت کے پیش نظر نہ صرف انسان میں جمود اور بے حسی پیدا نہیں کرتا بلکہ حرکت، جوش و جذبہ اور ارتقاء کا بہترین سبب ہے۔ انتظار، منتظر میں ایک مبارک اور با مقصد جذبہ پیدا کرتا ہے اور منتظر جتنا بھی انتظار کی حقیقت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے مقصد کی طرف اس کی رفتار بھی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے انتظار کے زیر سایہ انسان خود پرستی سے آزاد ہو کر خود کو اسلامی معاشرے کا ایک حصہ تصور کرتا ہے، لہٰذا معاشرے کی اصلاح کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا ہے اور جب ایک معاشرے کے افراد یہ جذبہ رکھتے ہوں تو پھر اس معاشرے میں فضائل اور اقدار رائج ہونے لگتے ہیں اور معاشرے کے سب لوگ نیکیوں کی طرف قدم بڑھانے لگتے ہیں اور ایسے ماحول میں کہ جو اصلاح، کمال، امید اور نشاط بخش فضا اور تعاون و ہمدردی کا ماحول ہے، دینی عقائد اور مہدوی نظریہ

معاشرے کے افراد میں پیدا ہوتا ہے اور اس انتظار کی برکت سے منتظرین فساد اور برائیوں کے دلدل میں نہیں پھنستے بلکہ اپنے دینی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ انتظار کے زمانہ میں پیش آنے والی مشکلات میں صبر واستقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خداوند عالم کا وعدہ پورا ہونے کی امید میں ہر مصیبت اور پریشانی کو برداشت کر لیتے ہیں اور لمحہ بھر سستی اور مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔ واقعاً کونسا ایسا مکتب اور مذہب ہوگا جس میں اس کے ماننے والوں کے لئے ایک روشن مستقبل پیش کیا گیا ہو؟ ایسا راستہ جو الٰہی جذبہ ونصب العین کے تحت طے کیا جائے، جس کے نتیجہ میں اجر عظیم حاصل ہو۔"

❁❁❁❁❁

نصب العین

قرآن اور سیرت محمد (ص) و آل محمدؑ کی حقیقی تعبیر جو کہ خطِ امام خمینیؒ سے موسوم ہے کی روشنی میں امامیہ طلباء کی تربیت کرنا تا کہ وہ معاشرے میں اپنے بابصیرت کردار کے ذریعے امام زمانہؑ کے ظہور کی عالمی انقلابی نہضت کا ہراول دستہ ثابت ہوسکیں۔

اھداف

- نوجوان نسل کے لئے مختلف مراحل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی کتب اور لٹریچر کی فراہمی۔
- نوجوان نسل کی نظریاتی وفکری تربیت کے لئے دین شناس مربی اور اساتذہ کی تیاری اور ان کی فراہمی۔
- عصر حاضر کی ثقافتی یلغار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جاذب اور مؤثر نظام تربیت کا اجراء جو نوجوانوں کو طاغوت کا مقابلہ کرنے کی طاقت اور صلاحیت عطا کرے۔
- جوانوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات اور شبہات کے جوابات اور حل کے لئے خصوصی پروگرام تشکیل دینا۔
- نظام تربیت کو مؤثر اور پرکشش بنانے کے لئے جدید ذرائع سے استفادہ اور تعلیمی و تربیت روشوں پر تحقیق کے شعبے کا قیام۔

نمایاں پروگرامات

- سلسلہ معارف اسلامی کورس سے تنظیم کے تمام کارکنوں کو گزارنا۔
- تعلیمی اداروں کے طلبہ کے لئے خصوصی موضوعات اور اساتذہ کا تعین اور ان کے ذریعے طلبہ کی علمی و معنوی پیاس بجھانا۔
- آئی ایس او شعبہ خواہران، محبین اور اسکاؤٹ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی موضوعات کی فراہمی اور اس کا اجراء کرنا۔
- ادارہ تربیت کے تحت ڈویژنل نمائندگان اور اساتذہ کے لئے تربیت مربی کے جامع پروگرام کا اجراء کرنا۔
- مختلف تربیتی ورکشاپس اور کلاسز کے لئے ایک مستقل اور مرکزی تربیت گاہ کا اہتمام کرنا۔
- ہر ضلع میں دار المطالعہ اور کتب خانے کا اہتمام کرنا۔
- ویب سائٹ کے ذریعے آن لائن (Online) تربیتی کورسز کا اجراء کرنا۔

المھدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان